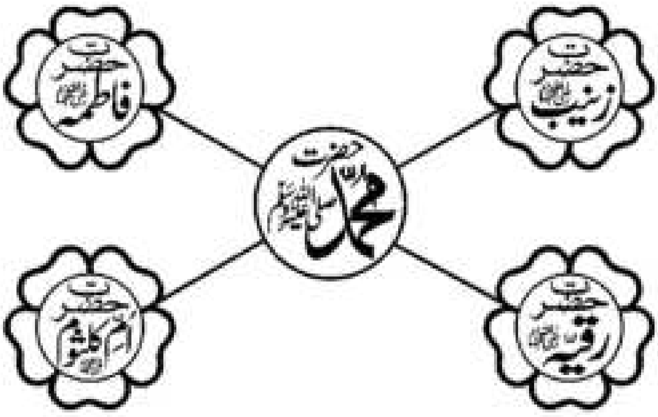
آسمان رسالت ﷺ کے نجوم وکواکب کا زریں سلسلہ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

الدین کا خصوصی شمارہ

بہ عنوان

بناتِ طیّبات



بیاد گار

محسنِ قوم وملت حضرت اقدس مولانا احمد حسن بھام سملکی

(بانی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک)

زیر سرپرستی

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث جامعہ ھذا)

حسبِ ایماء

حضرت اقدس مولانا احمد بزرگ صاحب سملکی مدظلہ العالی

(مہتمم جامعہ ھذا)

ناشر

شعبۂ تقریر و تحریر

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بلساڑی

تاریخ میں ایسے بہت سے جاں نثار مل جائیں گے جنھوں نے نبی آخرالزماں ﷺ کے لیے تڑپنا سیکھا؛ مگر وہ کون ہے جس کے لیے خود نبی تڑپ اُٹھے، صحابۂ کرامؓ کے لیے سرکار ﷺ کی ذاتِ گرامی 'قلب وجگر' سے کم نہ تھی؛ مگر وہ کون ہے جس کو خود زبانِ رسالت مآب ﷺ نے اپنا 'لختِ جگر' قرار دیا، محبوبِ دو جہاں ﷺ کے عارض وگیسو پر برہمی کے آثار صحابہؓ کو ہلا کر رکھ دیتے تھے؛ لیکن وہ کون ہے جس کا درد خود محبوبِ خدا ﷺ کو پگھلا دیتا تھا۔ مکہ اور مدینہ کی فضاؤں میں "فِداك ابی و امّی یا رسول اللّٰہ" کے نغمے بارہا گونجے اور آقائے مدنی کی ادنیٰ تکلیف پر ہزاروں دل بے چین ہو اُٹھے ہیں؛ البتہ وہ ایک ہی ہے جسے لسانِ حقیقت ترجمان نے اپنے گوشت کا ٹکڑا قرار دے کر فرمایا: "بے شک اللہ تیرے راضی ہونے پر راضی ہوتا ہے اور تیرے ناراض ہونے پر ناراض ہوتا ہے۔" جاننا چاہتے ہو یہ کون مبارک ومقدس ہستی ہے؟ یہ وہی ہے جسے دنیا صابرہ، زاہدہ، صادقہ، سیدہ نساء اہل الجنۃ سے جانتی ہے اور وہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔

آیئے! تاریخ کے دریچے سے آپ کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں اور وہاں سے پاکیزگی وصداقت شعاری مستعار لے کر اس متعفن اور بدبودار معاشرے کے مشامِ جاں معطر کرتے ہیں۔

نام ونسب

آپ کا نام فاطمہؓ ہے، آپؓ کے نسب کے متعلق یہی کافی ہے کہ آپؓ سرورِ کائنات فخرِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دخترِ نیک اختر تھیں اور والدہ امتِ مسلمہ

کی ماں، سب سے پہلے ایمان لانے والی خوش نصیب اور مقدس خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ تھیں۔ فاطمہ نام نبی کریم ﷺ نے بہ حکمِ خداوندی رکھا تھا؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہؓ کو جہنم کی آگ سے بچا رکھا ہے۔ فاطمہ 'فطم' سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے قطع کرنا۔ آپؓ کے کئی القاب ہیں: مبارک، زکیہ، صدیقہ، راضیہ، مرضیہ، محدثہ، زہراء اور طاہرہ۔ آپؓ زہرۃ النبی یعنی نبی ﷺ کا پھول تھیں؛ اس لیے زہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ سفید رنگت اور روشن چہرے کی بنا پر بھی آپ کو 'زہراء' کہا جاتا ہے۔ آپ 'بتول' سے بھی مشہور ہوئیں۔ بتول کے معنی قطع اور جدا کرنے کے آتے ہیں؛ چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عورتوں سے جداگانہ حسن وفضل اور شرف ومقام عطا فرمایا تھا اور آپ لوگوں سے الگ تھلگ یکسوئی میں عبادت کی عادی تھیں؛ اس لیے آپ کو 'بتول' سے بڑی شہرت نصیب ہوئی۔

آپ ﷺ بعض مرتبہ حضرت فاطمہؓ کو "اُمِّ اَبِیْهَا" کہہ کر پکارتے تھے، وجہ یہ تھی کہ جب آپ ﷺ خواجہ ابوطالب کی پرورش میں تھے تو اپنی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد کو 'ماں' کہہ کر بلاتے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو آپ کو بڑا رنج ہوا، پھر جب آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی ولادت ہوئی تو آپ کو اپنی 'ماں' فاطمہ بنت اسد کی یاد آ گئی اور جب بھی آپ اپنی بیٹی فاطمہؓ کو دیکھتے تو حضرت فاطمہ بنت اسد کی یاد تازہ ہو جاتی۔

(ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا: ص۲۷۳-۲۷۴)

ولادت باسعادت

حضرت فاطمہؓ سرکار ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں، ان کی ولادت کے بارے میں اختلاف ہے۔ 'الاصابہ' میں ۱ نبوی میں آپ کی ولادت کا ذکر ہے؛ لیکن راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت نبوت سے پانچ سال قبل اس وقت ہوئی جب کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی اور آپ کعبۃ اللہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

(طبقات ابن سعد: ۸/۱۱، نساء مبشرات بالجنہ: ص۲۰۲، رسول اللہ کی صاحبزادیاں: ص۴۳)

حلیہ

حضرت فاطمہؓ کا حلیہ مبارک جنابِ رسول اللہ ﷺ سے ملتا جلتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہؓ کی گفتگو، لب ولہجہ اور نشست و برخاست کا طریقہ بالکل آنحضرت ﷺ کے مشابہ تھا اور رفتار بھی بالکل آپ ﷺ کے ساتھ ملتی تھی۔

(بخاری کتاب الاستیذان، رقم ۶۲۸۵ بحوالہ سیر الصحابیات: ص ۹۸)

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ: ''رفتار و گفتار میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین نمونہ حضرت فاطمہؓ ہیں۔'' (نامور مسلمان خواتین: ص ۱۸)

حضور ﷺ جس طرح حسن و جمال کے پیکر تھے، آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو بھی حسن و جمال کی دولت سے نوازا گیا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ: حضرت فاطمہؓ چاند سورج سے زیادہ حسین اور سیاہ بالوں والی تھیں اور حضور ﷺ سے بہت مشابہ تھیں۔ (خاتونِ جنت سیدہ فاطمہؓ: ص ۱۴۲)

بچپن

حضرت فاطمہؓ اپنی تمام بہنوں میں سب سے چھوٹی تھیں، آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کو حضرت فاطمہؓ سے بڑی محبت تھی، اسی محبت کی وجہ سے حضرت خدیجہؓ نے آپ کو بذاتِ خود دودھ پلایا، جب کہ عربوں میں عام رواج تھا کہ وہ اپنے نومولود کو کسی مناسب دایہ کے سپرد کر دیتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نہایت ذہین و فطین اور تنہائی پسند تھیں، نہ کھیل کود میں حصہ لیتیں، نہ سیر و تفریح کی خواہش رکھتیں، ہمیشہ والدۂ ماجدہ کے پاس موجود رہتیں اور ان سے ایسے عجیب و غریب سوالات دریافت کرتیں جو آپ کی

ذہانت کے عکاس ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ حضرت فاطمہؓ کو تعلیم دے رہی تھیں تو ننھی بچی نے پوچھا: ''اماں جان! اللہ تعالیٰ کی قدرتیں تو ہم ہر وقت دیکھتے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ خود نظر نہیں آ سکتے؟'' حضرت خدیجہؓ نے فرمایا: ''میری پیاری! اگر ہم دنیا میں اچھے کام کریں گے اور خدا کے احکام پر عمل کریں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مستحق ہوں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔''

آرائش وزیبائش سے بالکلیہ اجتناب فرماتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ کے کسی عزیز کے یہاں شادی تھی، آپؓ نے حضرت فاطمہؓ کے لیے عمدہ کپڑے اور زیورات بنوائے، جب جانے کا وقت آیا تو حضرت فاطمہؓ نے ان کپڑوں کو پہننے سے انکار کر دیا اور سادگی کے ساتھ شادی کی تقریب میں شرکت فرمائی۔ ان سب فطری خصوصیات کے ساتھ حضرت خدیجہؓ بھی آپ کی تعلیم وتربیت کا بہت خیال رکھتی تھیں، اسی وجہ سے بچپن ہی سے آپ کی حرکات وسکنات سے خداترسی وتقویٰ، زہد واستغنا اور قناعت وسخاوت کا ظہور ہونے لگا تھا۔ (تذکار صحابیات: ص ۱۲۵)

قبولِ اسلام

حضرت خدیجہؓ کی اسی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ جب رسولِ اکرم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اُمّ المومنین حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ان کی چاروں صاحبزادیاں: حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُمّ کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن رسالت مآب ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ ابنِ اسحاق نے بہ روایت حضرت عائشہؓ نقل کیا ہے کہ: جب آپ ﷺ کو نبوت کا تاج پہنایا گیا تو حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ان کی صاحبزادیاں بھی تصدیقِ نبوت سے پیچھے نہ رہیں۔ ایمان لانے کے وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر مبارک پانچ سال تھی۔

(نساء مبشرات بالجنۃ: ص ۲۰۴، صور من سیر صحابیات: ص ۳۹)

قبولِ اسلام کے بعد

تاریخ وسیرت کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ تاجِ نبوت سے سرفراز کیے جانے کے بعد سرکار ﷺ کو کن کن جاں گداز حالات سے گزرنا پڑا۔ حضرت فاطمہؓ اُس دَور میں کم سن ہونے کے باوجود اپنے والدِ گرامی کی ہر تکلیف میں شریک رہتیں، کفار آپ ﷺ کو ہر طرح کی تکلیف پہنچاتے، راستہ میں کانٹے بچھاتے، چلتے ہوئے آپ پر کوڑا کرکٹ ڈال دیتے، پتھر مارتے، گالیاں دیتے۔ آپ جب گھر تشریف لاتے تو چہرۂ مبارک پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی، جس کو دیکھ کر حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کو تسلی دیتیں اور بعض مرتبہ خود بھی رو پڑتیں، پھر آپ ﷺ ان کو دلاسا دیتے ہوئے فرماتے: ’’میری پیاری بیٹی! گھبراؤ نہیں، احکم الحاکمین تمہارے باپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔‘‘

ایک مرتبہ آپ ﷺ خانۂ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے، سردارانِ قریش بھی وہاں موجود تھے، ان کو شرارت سوجھی کہ محمد کو تکلیف پہنچائی جائے۔ قریب ہی ایک اونٹنی کی اوجھ رکھی تھی۔ ابوجہل نے کہا: کون اس اوجھ کو محمد پر ڈال آئے گا؟ کفار کا ایک بدبخت سرغنہ عقبہ ابن ابی معیط اس کام کو انجام دینے کے لیے تیار ہوگیا۔ چنانچہ اس نے اوجھ اُٹھائی، آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے، مٹکا تا ہوا ناہنجار آگے بڑھا اور وہ گندی ناپاک اوجھ آپ کی پیٹھ پر رکھ دی، جس کے وزن کے باعث آپ ﷺ سجدہ سے اُٹھ نہ پائے۔ حضرت فاطمہؓ کو کسی نے اس بھیانک اور قبیح فعل کی خبر دی تو آپ بے چین ہوگئیں اور دوڑتی گرتی پڑتی خانۂ کعبہ میں پہنچیں اور اپنے معصوم ہاتھوں سے آپ کی پشتِ مبارک سے اس گندگی کو ہٹایا جب کہ کفار اردگرد گھومتے ہوئے اس طرح قہقہہ لگا رہے تھے کہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور تالیاں بجا رہے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے مظلومانہ ڈبڈبائی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: شریرو! خدا تمہیں ان شرارتوں کی

ضرور سزا دے گا، نبی ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے ہاتھوں کو بارگاہِ الٰہی میں اٹھایا اور ان کفار کا نام لے لے کر ان کے لیے بددعا فرمائی۔ یہ دیکھ کر تمام کافروں کی خوشی خوف میں تبدیل ہوگئی۔ شرارت کا نشہ کافور ہوگیا کیوں کہ انھیں بھی یقین تھا کہ محمد نے جو بددعا کی ہے اب وہ پوری ہوکر رہے گی؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ نے اپنے حبیب کی دعا قبول کی اور یہ سب کافر غزوۂ بدر میں جہنم رسید ہوئے۔

غزوۂ بدر کے بعد جب یہ بدبخت عقبہ ابن ابی معیط قیدی بنا کر دربارِ رسالت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اس نے کانپتے ہوئے پوچھا: میرے بچوں کا کیا انجام ہوگا؟ فرمایا: جہنم۔ عقبہ نے پوچھا: کیا مجھے قریشی ہونے کے باوجود قتل کیا جائے گا؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس وقت آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا: تمھیں معلوم ہے اس نالائق بدبخت کا جرم کیا ہے؟ یہ وہی ظالم ہے، جس نے ایک مرتبہ جب میں سجدہ کی حالت میں تھا، اتنی زور سے میری گردن پر پاؤں رکھا تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ ابھی میری آنکھیں باہر نکل پڑیں گی۔ اور ایک مرتبہ سجدہ میں اس نالائق نے میری پشت پر گوبر اور خون سے لت پت اونٹنی کی اوجھ لاکر رکھ دی، میری بیٹی فاطمہ نے اسے میرے جسم سے ہٹایا اور میرے بدن کو گندگی سے پاک صاف کیا۔

(نساء مبشرات بالجنۃ: ص۲۰۵، صحابیاتِ مبشرات: ص۲۱۵، تذکار صحابیات: ص۱۲۶)

نوٹ: اس قصے کو نقل کرتے وقت 'سلا' کا ترجمہ عام طور پر اوجھڑی یا رحم دانی سے کیا جاتا ہے، لیکن اس بارے میں مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری (شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند) کی تحقیق یہ ہے کہ 'سلا' کا صحیح ترجمہ 'میل' ہے، رحم دانی میں ایک جھلی ہوتی ہے اس میں بچہ بڑھتا ہے اور اس میں گندہ پانی رہتا ہے، جب دردِ زہ ہوتا ہے تو وہ جھلی پھٹتی ہے اور چکنے پانی کے ساتھ بچہ باہر آجاتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد پھر درد ہوتا ہے، پھر وہ پردہ باہر آجاتا ہے۔ اس کو انسان کے تعلق سے 'نال' اور جانور کے تعلق سے 'میل' کہتے ہیں اور جو

گندگی آپ پر ڈالی گئی تھی وہ یہی میل ہے نہ کہ اوجھ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تحفۃ القاری ۱/ ۵۸۰)

ابوجہل کا حضرت فاطمہؓ کو طمانچہ مارنا

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ کا گزر ابوجہل ملعون کے پاس سے ہوا تو اس بدبخت نے ننھی سی فاطمہ کو طمانچہ رسید کر دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے قریش کے سردار ابوسفیان سے اس کی شکایت کی تو ابوسفیان باوجود کافر ہونے کے انسانیت کے ناطے آپ کو لے کر ابوجہل کے پاس گیا اور کہا: فاطمہ! تم بھی انھیں طمانچہ مارو، جس طرح اس نے تم کو طمانچہ مارا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے ایک زوردار طمانچہ رسید کیا۔ بعد میں اپنے والد کی خدمت میں جا کر سارا واقعہ کہہ سنایا تو آپ ﷺ کو بڑی خوشی ہوئی اور آپ نے ابوسفیان کی ہدایت کے لیے دعا فرمائی۔ (صحابیات مبشرات: ص ۲۱۷)

ایک روز ابوجہل حرم میں بیٹھا اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر رہا تھا کہ ہمارے بتوں کی شان میں گستاخی کرنے، نبوت کا دعویٰ کرنے اور بتوں کو بے اختیار قرار دینے کے جرم میں محمد پر مشترکہ طور پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا جائے۔ حضرت فاطمہؓ کا وہاں سے گزر ہوا تو ان کو اس گھناؤنے منصوبے کی خبر ہوئی، دوڑی دوڑی روتی ہوئی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور منصوبہ کے بارے میں بتلایا اور اپنے معصومانہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا: ابا جان! اب کیا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا: بیٹی گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ تیرے باپ کا محافظ ہے۔ اس کے بعد وضو کر کے حرمِ کعبہ میں تشریف لے گئے اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے تو سرِ مبارک اُٹھا کر اوپر دیکھا، پھر اپنے سر کو جھکا لیا اور "تمہارے چہرے خاک آلود ہوں" کہتے ہوئے آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لے کر ان کی طرف اُچھال دی۔ آپ ﷺ نے تسلی سے نماز پڑھی۔ وہ اس قدر مرعوب ہوئے کہ کسی کو اپنی جگہ سے اُٹھنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی بات کرنے

کی جرأت۔ خوف وہراس نے ان کی زبانیں گنگ کر رکھی تھیں۔ (صحابیاتِ مبشرات: ص ۲۱۷)

شعب ابی طالب کی محصوری

کفارِ قریش نے مسلمانوں کو ہر طرح کی ایذا پہنچائی اور اسلام سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی؛ لیکن لوگ دن بہ دن دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ یہ تعداد اتنی بڑھ گئی کہ کفارِ قریش کو فکر دامن گیر ہوئی؛ چنانچہ ایک مشاورتی مجلس منعقد ہوئی کہ اگر اسی طرح ہوتا رہا تو بڑھتے بڑھتے مسلمان غالب آ جائیں گے۔ اس مجلس میں ایک کافر نضر بن حارث — جو بڑا چالاک وشاطر تھا — نے یہ مشورہ دیا کہ مسلمانوں اور ان کی حمایت کرنے والے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا جائے، نہ کوئی ان سے خرید وفروخت کرے، نہ ان سے کسی قسم کی بات چیت کی جائے، رشتے ناطے وغیرہ بالکل قطع کر دیے جائیں؛ چنانچہ اس ظالمانہ تجویز پر سب کا اتفاق ہوا اور باقاعدہ ایک دستاویز تیار کر کے خانۂ کعبہ پر لٹکا دیا گیا۔ بنو ہاشم نے جب یہ ظالمانہ سلوک دیکھا تو خود ہی ابو طالب کی قیادت میں شعبِ ابی طالب نامی گھاٹی میں محصور ہو گئے۔ یہ حصار مسلمانوں پر نہایت دشوار اور مصائب سے پُر تھا، خورد ونوش کے سامان تک سے محروم کر دیے گئے تھے۔ بچے بھوک کے مارے بلبلا کر تڑپتے اور بڑے بھوک کی وجہ سے نڈھال وکمزور ہو جاتے تھے۔

اس حصار میں حضرت خدیجہؓ اور آپ کی بارہ سالہ لختِ جگر حضرت فاطمہؓ بھی شامل تھیں۔ حضرت فاطمہؓ پر اس بائیکاٹ اور مجاہدے کا نہایت برا اور تباہ کن اثر ہوا۔ جسم ایک دم لاغر ہو گیا اور عمر بھر اس کے اثرات باقی رہے۔ (صحابیاتِ مبشرات: ص ۲۱۸، نساء مبشرات بالجنۃ: ص ۲۰۶)

والدۂ محترمہ حضرت خدیجہؓ کی وفات

ادھر حضرت خدیجہؓ پر شعبِ ابی طالب میں تقریباً تین سال طویل عرصہ گزارنے

کی وجہ سے ضعف ونقاہت کا شدید حملہ ہوا اور حصار سے چھٹکارا ملتے ہی بیمار ہوگئیں اور اسی بیماری میں راہِ وفا کی اس تھکی ماندی مسافر نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان کی وفات سے حضرت فاطمہؓ پر کوہِ غم ٹوٹ پڑا، ایک شفقت بھرا ہاتھ اٹھ گیا، مامتا کا سائبانِ محبت جو ہر قسم کی پریشانیوں اور تکلیفوں کے بعد راحت واطمینان کا واحد ذریعہ تھا نہ رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے ان کی تربیت اور نگہداشت کے خاطر حضرت سودہؓ سے نکاح کر لیا۔

آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ تو تبلیغِ حق کے لیے وقف تھی، جب بھی فرصت ملتی آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لاتے اور دلاسہ دیتے اور قیمتی نصائح فرماتے۔ مدینہ منورہ میں رہائش کے دوران تنہائی میں ہوتیں تو حضرت عائشہؓ، اسماء بنت ابوبکرؓ، حضرت فاطمہ بنت زبیرؓ وغیرہ سیدہ کے پاس وقتاً فوقتاً تشریف لاتیں اوران کی دلجوئی کرتیں۔

(تذکار صحابیات: ص ۱۲۶، صحابیات مبشرات: ص ۳۲۰)

طائف سے واپسی اور حضرت فاطمہؓ

جب ۱۰ نبوی میں غمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ اور ہر وقت آپ کی حمایت کرنے والے چچا ابوطالب اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو کافروں کا تشدد اور بڑھ گیا۔ اس وقت دعوتِ حق کے لیے آپ نے بڑی امیدوں کے ساتھ طائف کے لیے رختِ سفر باندھا؛ لیکن وہاں بھی امیدوں کے شیش محل یاس انگیز پتھروں سے منہدم کر دیے گئے، پتھروں سے لہولہان بدن لیے جب آپ اپنے گھر پہنچے تو یہ حالتِ زار دیکھ کر دونوں صاحبزادیاں حضرت فاطمہ واُمّ کلثوم زاروقطار رونے لگیں، آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کے آنسو پونچھے اور تسلی دی کہ ''گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرے گا اور اپنے نبی کو غالب کرے گا، تنگی کے بعد آسانی کے دن آنے والے ہیں''۔

(صحابیات مبشرات: ص ۳۲۰)

ننھی فاطمہ کے جذبات

ایک مرتبہ ابوجہل دیگر کفار کے ساتھ حرم میں بیٹھا آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے گانٹھ رہا تھا، حضرت فاطمہؓ کا وہاں سے گزر ہوا تو روتی ہوئی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور پورا ماجرا کہہ سنایا کہ: وہ مناۃ وعزیٰ اور نائلہ کی قسم کھا کر یہ بات کہہ رہے تھے کہ جب آپ باہر نکلیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور معصومانہ جذبات کے ساتھ فرمایا: ابا جان! اب کیا ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: بیٹی! اللہ تمہارے باپ کا محافظ ہے۔ (صحابیات مبشرات: ص ۲۱۷)

ہجرتِ مدینہ

۱۳ نبوی میں جب باری تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو ہجرتِ مدینہ کا حکم ملا تو حضرت علیؓ کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور اپنے اہل وعیال کو مکہ ہی میں مقیم رہنے دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ ﷺ کی اتباع میں اپنے اہلِ خانہ کو مکہ ہی میں چھوڑ دیا تھا، مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے حضرت زید بن حارثہؓ اور ابورافعؓ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ بھیجا تا کہ وہ حضور ﷺ کے گھر والوں کو لے آئیں، حضرت ابوبکر نے بھی عبداللہ بن اریقط کو اپنے صاحبزادے عبداللہ کے نام ایک خط لکھ کر بھیجا کہ وہ بھی ان ہی کے ساتھ تمام اہلِ خانہ کو لے کر جلد مدینہ پہنچیں۔

خانوادۂ نبوت اور خانوادۂ صدیق نے ایک ساتھ ہجرت کا سفر شروع کیا۔ ابھی تھوڑی ہی مسافت طے ہوئی تھی کہ بعض شر پسندوں نے روکنے کی کوشش کی جن میں ایک قریشی نوجوان حویرث بن فقید بھی تھا۔ اس بدبخت نے اس اونٹ کو ایک کچوکا دیا جس

پر حضرت فاطمہؓ اور اُمّ کلثومؓ سوار تھیں۔ اونٹ بدک کر اچھل پڑا، جس سے دونوں زمین پر گر پڑیں اور یہ ناہنجار وہاں سے بھاگ نکلا۔

اس خبیث نے آپ ﷺ کو بھی بہت اذیتیں پہنچائی تھیں۔ فتحِ مکہ کے دن یہ وہاں سے جان بچانے کے لیے مکہ چھوڑ کر بھاگ گیا؛ لیکن حضرت علیؓ نے اس کا تعاقب کیا اور پکڑ کر اسے موت کے گھاٹ اُتار دیا؛ کیونکہ فتحِ مکہ کے موقع پر جن چھ کافروں کو قتل کرنے کا حکم تھا ان میں یہ بدبخت بھی تھا۔

یہ قافلہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے آگے بڑھا، یہاں تک کہ منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔ آپ ﷺ ان کے استقبال کے لیے خود تشریف لائے اور ان کے صحیح سالم پہنچ جانے پر خدا کے حضور سجدۂ شکر بجالائے اور پھر مسجدِ نبوی کے اردگرد اپنے اہل خانہ کے لیے جو حجرے بنوائے تھے، انہیں میں ان کو ٹھہرا دیا۔ (نساء حول الرسول: ص ۱۴۵، صحابیات مبشرات: ص ۲۲۱، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۴۵)

نکاح

۲ھ میں غزوۂ بدر کے بعد جب کہ حضرت فاطمہؓ کی عمر اٹھارہ سال کے قریب تھی۔ ایک روایت کے مطابق پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور دیگر اجلۂ صحابہ نے حضرت فاطمہؓ کے لیے آپ ﷺ کو پیغامِ نکاح بھیجا؛ لیکن آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بارے میں جو اللہ کا حکم ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق چند انصاری صحابہؓ نے حضرت علیؓ کو اس کی ترغیب دی کہ آپ کے سامنے فاطمہ بنت محمد ﷺ ہے۔ چنانچہ آپؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے سامنے فاطمہؓ کا تذکرہ ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے صرف مرحباً و اھلاً کہا، پھر حضرت علیؓ انصار کی جماعت کے پاس تشریف لائے،

جو اُن کے منتظر تھے اور جا کر آپ ﷺ کا جواب سنایا۔ انصار بولے: آپ ﷺ کے یہ کلمات بطور جواب کافی ہیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ ان دنوں حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور سعد ابن ابی وقاصؓ نے مشورہ کیا کہ فاطمہؓ کے لیے کئی پیغامات حضور ﷺ کو پہنچے ہیں؛ لیکن آپ نے ایک بھی منظور نہیں فرمایا، اب علیؓ باقی ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار، محبوب ہیں اور عم زاد بھی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ فقر و تنگ دستی کی وجہ سے پیغام نہیں بھیج پا رہے ہیں؛ کیوں نہ انہیں پیغام بھیجنے کی ترغیب دی جائے اور ضرورت ہو تو مدد بھی کی جائے۔ اس کے بعد یہ تینوں حضرت علیؓ کو ڈھونڈنے نکلے۔ حضرت علیؓ اس وقت جنگل میں اپنا اونٹ چرا رہے تھے۔ ان حضرات نے پورے خلوص کے ساتھ ان کو حضرت فاطمہؓ کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت علیؓ کی خادمہ نے آپ کو پیغام نکاح دینے پر آمادہ کیا۔ (ان روایات میں باہم کوئی تضاد نہیں؛ اس لیے کہ ممکن ہے کہ ان سب نے حضرت علیؓ کی ذہن سازی میں حصہ لیا ہو)۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ یا بائیس سال تھی۔ خود حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: میری خادمہ نے ایک مرتبہ مجھ سے پوچھا کہ: کیا تمہیں معلوم ہے کہ فاطمہ کے رشتے کی بات ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس خادمہ نے کہا: آپ کیوں پیغام نہیں بھیجتے؟ میں نے کہا: میرے پاس کوئی مادّی چیز نہیں کہ جس کی بنیاد پر میں فاطمہ سے نکاح کروں۔ اس خادمہ نے کہا: آپ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر تو دیکھیں، آپ کی درخواست ضرور قبول کر لی جائے گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: وہ خادمہ مجھے بار بار امید دلاتی رہی، آخر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جا کر بیٹھا تو مارے شرم و حیا کے میری آواز بند ہو گئی۔ آپ ﷺ کی جلالت و ہیبت کے سامنے لب کشائی کی ہمت نہ کر سکا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیوں آئے ہو؟ کوئی ضرورت ہو تو بتلاؤ۔ میں خاموش رہا، پھر آپ ﷺ

نے فرمایا: لگتا ہے تم فاطمہ کے رشتے کے لیے آئے ہو؟ میں نے سر جھکا کر اثبات میں جواب دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مہر کی ادائیگی کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ حطیمی زرہ کہاں گئی جو میں نے تمھیں دی تھی؟ عرض کیا: وہ تو موجود ہے، مگر میں اسے جنگ میں حفاظت کے لیے استعمال کرتا ہوں، اور وہ تو صرف چار درہم کی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بس وہ کافی ہے۔

اِدھر آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: علی تمہارا تذکرہ کر رہے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ شریف و پاکباز لڑکیوں کی طرح خاموش رہیں اور یہی سکوت نکاح پر اجازت سمجھا گیا۔ اُدھر حضرت علیؓ زرہ بیچنے کے لیے بازار گئے، راستے میں حضرت عثمان ملے تو انھوں نے چار سو اسّی درہم میں خرید لی اور وہ زرہ دوبارہ ہدیہ میں پیش کردی۔ حضرت علیؓ نے وہ قیمت حضور ﷺ کے سپرد کردی، آپ ﷺ نے کچھ روپے حضرت بلال کو دیے کہ وہ خوشبو خرید لائیں اور گھر کے سامان اور کپڑوں کی ذمہ داری حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ پر ڈالی۔ کچھ رقم حضرت اُمّ سلمہؓ کو دی؛ تاکہ اسے گھریلو اشیا کی تیاری میں صرف کریں۔ زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علیؓ کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی۔ حضرت علیؓ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی نذر کردیا اور اپنے کمرے میں نرم پتھر بچھائے۔

پھر اپنے خادمِ خاص حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ وہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمٰنؓ اور دیگر مہاجرین و انصار صحابہ کو مدعو کریں۔ جب تمام صحابہ جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے مہاجرین و انصار! ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور میں فاطمہ کا نکاح اپنے خاص بندے علی سے کردیا ہے اور مجھے حکم دیا کہ نکاح کی تجدید کر کے گواہوں کے روبرو ایجاب و قبول کراؤں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا: اپنے نکاح کا خطبہ تم خود پڑھو۔ حضرت علیؓ شرماتے ہوئے باادب انداز میں

حکم کی تعمیل کے لیے کھڑے ہوئے اور جھجکتے ہوئے خطبہ دیا:

الحمد للّٰہ شکراً لانعمه و ایاده و اشهد ان لااله الا اللّٰهُ شهادةً تبلُغهٗ و ترضیه و هذا محمد رسول اللّٰهِ زَوَّجَنِی ابنتَه فاطمة علی صداقٍ مبلغه اربع مأة درهم فاستمعُوا مایقول و اشهدوا.

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔اس کی نعمتوں اور احسانات کا شکر بجا لاتے ہوئے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ایسی گواہی جو اس تک پہنچتی ہے اور رضا کا باعث بنتی ہے، یہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی میرے ساتھ کی ہے اور مہر چار سو درہم طے پایا ہے۔اب حاضرین جو آپ ﷺ ارشاد فرمائیں اسے سنو اور گواہ رہنا۔

پھر آپ ﷺ نے بھی خطبۂ نکاح پڑھایا اور حضرت علیؓ سے فرمایا: میں نے چار سو مثقال چاندی مہر پر فاطمہ کو تمہارے نکاح میں دیا، کیا تمہیں منظور ہے؟ حضرت علیؓ نے قبول کیا، تو آپ ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

”جَمَعَ اللّٰهُ بَینَکُمَا واعزّ وجدکما وبارك علیکما واخرج منکما کثیراً طیباً“

ترجمہ: اللہ تم میں جوڑ رکھے اور تمہارا نصیب اچھا کرے اور تمہیں برکت دے اور تم سے بہت اور پاکیزہ اولاد فرمائے۔

’تذکارِ صحابیات‘ میں ان الفاظ کے ساتھ دعا مذکور ہے:

”جمع اللّٰه شملکما و عزوجل کما و بارك علیکما و اخرج منکما کنزاً طیبا“

یعنی خدا تم دونوں کی پراگندگی جمع کرے اور تمہاری سعی مشکور ہو، تم پر برکت نازل کرے اور تم سے پاک اولاد پیدا ہو۔

پھر تمام صحابہ نے دعا کی اور حضور ﷺ نے ایک طبق چھوہارے حاضرین پر

لٹائے۔(نساء مبشرات بالجنۃ:ص۲۰۷-۲۰۸، نساء حول الرسول: ص۱۴۵،تذکار صحابیات: ص۱۲۷ تا ۱۲۹،طبقات:۸/۱۱)،رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں:ص۴۶، سیر الصحابیات: ص۹۵،طبقات اردو: ۸/۲۸،صحابیاتِ مبشرات:ص۲۲۳،ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا:ص۴۸۲)

زمانۂ نکاح کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک یہ مبارک نکاح صفر۲ھ اور بعض کے نزدیک محرم یا رجب۲ھ میں ہوا اور بعض مورخین کا قول یہ ہے کہ نکاح جنگِ احد کے بعد اور حضرتِ عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی کے ساڑھے چار ماہ بعد ہوا۔ بہرحال نکاح کے وقت اکثر اہلِ سیر کے نزدیک حضرت فاطمہؓ کی عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی اور حضرت علیؓ کی عمر تقریباً اکیس سال کی تھی۔(تذکار صحابیات:ص۱۲۹)

حضرت فاطمہؓ کا جہیز

اب ایک نظر سردارِ دو جہاں ﷺ کی لختِ جگر جنتی عورتوں کی سردار کے جہیز کی طرف بھی فرمائیےجیل آپ کے جہیز میں ایک بان کی چارپائی، ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری تھی اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، پانی کا ایک مشکیزہ اور آٹا چھاننے کے لیے ایک چھلنی تھی، دو بازوبند نقرئی، ایک پیالہ، دو چکیاں، دو چادریں، ایک جائے نماز، مٹی کے دو گھڑے اور ایک نقشی تخت یا پلنگ دیے گئے تھے۔(صحابیاتِ مبشرات:ص۲۲۴،طبقات ابن سعد:۸/۱۳،تذکار:ص۱۳۰)

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے لیے کچھ فاصلے پر ایک مکان کرایہ پر لیا اور حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے مکان کو صاف ستھرا کردیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اس کام میں لگ گئیں۔ وادئ بطحا سے عمدہ مٹی منگوائی گئی اور مکان کی لیپ پوت کی اور جو سامان حضرت ابوبکرؓ خرید کر لائے تھے وہ سب ترتیب سے ہر جگہ رکھ دیا اور خرما ومنقی سے خوراک تیار کی اور پینے کے لیے میٹھے

پانی کا انتظام کیا اور پھر انھوں نے گھر کے ایک کونے میں مضبوط لکڑی گاڑی تاکہ اس پر پانی کا مشکیزہ اور کپڑے لٹکا سکیں۔ (سنن ابن ماجہ: ص ۱۳۹ بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ: ۱۵۲)

حضرت فاطمہؓ کی رخصتی

رخصتی سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا، اپنے سینۂ مبارک پر ان کا سر رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا، پھر حضرت فاطمہؓ کا ہاتھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: اے علی! پیغمبر کی بیٹی تجھے مبارک ہو۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے فاطمہ! تیرا شوہر بہت اچھا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے دونوں میاں بیوی کو فرائض وحقوقِ زوجیت بتائے اور خود دروازے تک وداع کرنے آئے۔ دروازے پر حضرت علی مرتضیٰؓ کے دونوں بازو پکڑ کر دوبارہ انہیں دعائے خیر دی۔ عشا سے قبل حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو اُمّ ایمنؓ یا سلمٰی اُمّ رافعؓ کے ساتھ سید السادات حضرت علیؓ کے گھر بھیج دیا۔ طبقات کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رخصتی کے وقت حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! میرا انتظار کرنا۔ چنانچہ آپ ﷺ حسبِ وعدہ عشا کی نماز کے بعد خود ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ سے پانی منگوایا، وہ ایک پیالے میں پانی لے کر آئیں، آپ ﷺ نے اس پیالے میں کُلّی کی اور دستِ مبارک ڈبویا اور اس پانی کو سینے اور سر پر پانی چھڑکا اور بارگاہِ ایزدی میں دعا کی: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کی شرارت سے محفوظ رکھنے کے لیے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اس کے بعد ان کے دونوں کاندھوں کے درمیان اس پانی کے چھینٹے دیے، پھر حضرت علیؓ سے پانی منگوایا اور اس میں کُلّی کر کے ان کے سر، سینے اور دونوں کاندھوں کے درمیان چھینٹے دیے اور وہی دعا دی جو اپنی لختِ جگر فاطمہ کو دی تھی۔ اس کے بعد یہ دعا فرما کر

واپس تشریف لے آئے: بِسمِ اللّٰہ والبرکۃ ۔ اپنی اہلیہ کے ساتھ رہو سہو۔ تذکارِ صحابیات میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تمہاری شادی اپنے خاندان میں بہترین شخص سے کی ہے۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۴۸، تذکارِ صحابیات: ص ۱۳۱، طبقات ابن سعد اردو: ۸/۳۰)

حضرت فاطمہؓ کی شادی اس سادگی اور خوبصورتی کے ساتھ ہوئی کہ اس جیسی شادی اُن دِنوں اور کہیں نہ دیکھی گئی تھی۔ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ کی شادی کے بارے میں فرماتی ہیں کہ: میں نے فاطمہ کی شادی جیسی خوبصورت شادی کبھی نہیں دیکھی۔

(سنن ابن ماجہ: ص ۱۳۹، بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ: ص ۱۵۷)

شادی کے بعد حضور ﷺ کے ایما پر حضرت علیؓ نے ولیمہ کروایا، جس میں پنیر، کھجور، جو کی روٹی اور مینڈھے کا گوشت تھا۔ حضرت اسماء بن عمیسؓ فرماتی ہیں کہ: یہ اُس وقت کا سب سے شاندار اور بہترین ولیمہ تھا۔ احمد خلیل جمعہ کے مطابق: حضرت حمزہؓ نے ولیمہ میں اونٹ کا گوشت پیش کیا تھا اور طبقات کی ایک روایت کے مطابق حضرت سعدؓ نے دنبہ کا گوشت پیش کیا تھا۔ (تذکارِ صحابیات: ص ۱۳۱، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۵۲)

حضرت علیؓ ایک نظر میں

اسم گرامی: علی۔ والد کا نام: ابوطالب۔ کنیت: ابوالحسن اور ابوالتراب۔ بچوں میں آپؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔ نبی ﷺ کے چچازاد بھائی، پروردہ اور داماد تھے۔ آپؓ کی اٹھائیس اولادیں: گیارہ صاحبزادے اور سترہ صاحبزادیاں تھیں۔ آپؓ منجملہ عشرۂ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنا بھائی بنایا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔ مدتِ خلافت چار سال نو ماہ اور چند دن رہی اور ۴۰ ھ میں شہید کیے گئے۔

گھر کے کام کی تقسیم

حضرت علیؓ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا، گھر کا کام دونوں میاں بیوی مل کر کر لیتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کا کام اس طرح تقسیم فرما دیا تھا کہ حضرت فاطمہؓ گھر کے اندر کے کام انجام دیں مثلاً آٹا گوندھنا، کھانا پکانا، بستر بچھانا، جھاڑو دینا وغیرہ اور حضرت علیؓ گھر کے باہر کے کام کیا کریں۔

ابوداؤد شریف میں ہے کہ: سردارِ دو جہاں ﷺ کی صاحبزادی چکی خود پیستی تھیں اور ہانڈی خود پکاتی تھیں، جھاڑو خود دیتی تھیں۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۵۶)

بیٹی کا فراق

حضرت فاطمہؓ کا گھر کچھ فاصلے پر تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو آمد و رفت میں قدرے دقت ہوتی تھی۔ ایک دن آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: بیٹی! میں چاہتا ہوں کہ تم کو قریب بلا لوں۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: حارثہ بن نعمان کا کوئی گھر دلوا دو۔ چونکہ حارثہ بن نعمان کے بہت سے مکانات مسجدِ نبوی کے اردگرد تھے، مگر اس سے قبل وہ کئی مکانات آپ ﷺ کی نذر کر چکے تھے، لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا: اب ان سے کہنے میں شرم آتی ہے۔ جب یہ بات حارثہ بن نعمانؓ کو پہنچی تو وہ دوڑے دوڑے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ! آپ فاطمہ کو قریب لانا چاہتے ہیں، آپ کے متصل جو مکان ہے میں اس کو خالی کر دیتا ہوں، آپ فاطمہ کو اس میں بلا لیجیے اور فرمایا: میرے آقا! میرا جان مال آپ پر قربان ہیں، خدا کی قسم! جو چیز بھی آپ مجھ سے طلب کرنا چاہیں، مجھے اس کا آپ کے پاس رہنا میرے پاس رہنے کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہے۔ حضور ﷺ خوش ہوئے اور جواباً ارشاد فرمایا: تم سچ کہتے ہو، اللہ تمہیں

خیر و برکت عطا کرے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ کا شانۂ نبوت کے قریب ہی رہائش پذیر ہوگئیں۔ (نساء مبشرات بالجنۃ : ص ۲۰۹، تذکار صحابیات : ص ۱۳۱)

غزوات میں شرکت

حضرت فاطمہؓ جس طرح عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتیں، اسی طرح ضرورت پڑنے پر آپؓ جہاد میں بھی شرکت سے پیچھے نہ ہٹتیں۔ ۳ھ میں جب غزوۂ احد پیش آیا تو حضرت فاطمہؓ بھی ان مجاہدہ عورتوں کے ساتھ شریک تھیں، جو مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کی خدمت پر مامور تھیں۔ اس غزوے میں جب حضور اکرم ﷺ زخمی ہوئے تھے تو حضرت فاطمہؓ ہی نے فوراً حاضر ہو کر زخموں کو پانی سے صاف کیا؛ لیکن خون تھا کہ رُکنے کا نام نہیں لے رہا تھا، اس پر حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ سے زخموں کو بھر دیا جس سے خون تھم گیا۔

حضرت فاطمہؓ کے غزوۂ احد کے اس کردار کو حضرت سہل بن سعدؓ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ: نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور خود کی کڑیاں آپ کے چہرۂ انور میں پیوست ہوگئیں، خون بہتا جا رہا تھا، حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کے چہرے سے خون صاف کر رہی تھیں اور علیؓ اس پر پانی ڈال رہے تھے، جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون بڑھتا ہی جا رہا ہے تو ٹاٹ کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر راکھ ان زخموں میں بھر دی، جس سے خون بند ہو گیا۔ اس غزوہ میں حضرت حمزہ بھی شہید ہوئے تھے جن کی نعش کا بڑی بے دردی سے مثلہ کیا گیا تھا، اس سے حضرت فاطمہؓ کو بڑا رنج ہوا۔ آپ کا معمول تھا کہ اکثر وہ اپنے چچا کی قبر پر حاضر ہو کر رو رو کر ان کے لیے دعا کرتیں۔

اسی طرح آپؓ غزوۂ خندق اور غزوۂ خیبر میں بھی شریک تھیں۔ غزوۂ خیبر میں ہاتھ آنے والے غنیمت کے مال میں سے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو پچاسی وسق ستو

عنایت فرمایا تھا۔

فتح مکہ میں شرکت

حضرت فاطمہؓ فتحِ مکہ میں نہ صرف شریک تھیں؛ بلکہ اس میں ان کا بڑا کردار رہا تھا۔ اثنائے راہ جب ابوسفیان امان کے لیے مختلف حضرات سے مایوس ہوکر حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے بھی امان دینے سے انکار کردیا تھا، ابوسفیان نے کہا کہ: کم ازکم اپنے بیٹے حسن کو حکم دو کہ وہ مجھے امان دے دے، حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ: وہ ابھی اتنا بڑا نہیں ہے کہ آپ کو امان دے سکے۔ چنانچہ ابوسفیان وہاں سے نامراد لوٹے۔

جب حضور ﷺ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے تو اپنی چچازاد بہن حضرت اُمّ ہانی کے گھر قیام فرمایا۔ حضرت اُمّ ہانی بنت ابی طالب فرماتی ہیں کہ: میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، چاشت کا وقت تھا، آپ غسل فرمارہے تھے اور حضرت فاطمہؓ ایک کپڑے سے آپ کو پردہ کیے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام کیا، تو آپ نے دریافت فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: اُمّ ہانی ہوں، پھر آپ غسل سے فارغ ہوئے اور آٹھ رکعت نماز ادا کی۔

شہدائے موتہ پر بہتی آنکھیں

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک لشکر موتہ کی جانب روانہ فرمایا جس میں تین سپہ سالار: حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے۔ جب یہ خبر حضرت فاطمہؓ کو پہنچی تو آپ بہت زیادہ رنجیدہ ہوئیں اور اپنے چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالب کو یاد کرکے بہت روئیں اور واعماہ! ہائے میرے چچا! پکار رہی تھیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: جعفر جیسے لوگوں پر رونے والوں کو رونا چاہیے۔

(نساء مبشرات بالجنہ: ص ۲۱۳)

وصالِ نبوی سے کچھ دن پہلے

وصال سے کچھ دن پہلے حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لے گئیں۔ آپ ﷺ نے محبت کے ساتھ ان کو اپنے پاس بٹھایا اور رازدارانہ گفتگو فرمائی۔ پہلی مرتبہ آہستہ سے کان میں ایک بات کہی تو آپ رونے لگیں، پھر کچھ اور بات کہی تو آپ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے اس سرگوشی کے متعلق دریافت کیا تو فاطمہ نے کہا: جس کو آپ ﷺ نے پوشیدہ رکھا میں اس کا افشا نہیں کرنا چاہتی۔

اس کے بعد جب آپ ﷺ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، تو میں نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے اس کے بارے میں اس حق کی قسم دلا کر پوچھا، جو میرا ان پر ہے، تو حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ: حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جبرئیلِ امین ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے؛ لیکن اس سال دو مرتبہ قرآن سنا اور سنایا، میں اس سے یہ سمجھتا ہوں کہ اب دنیا سے رحلت کا وقت قریب ہے۔ اے فاطمہ! اللہ سے خوف کھانا اور صبر کو تھامے رکھنا، میں تیرے لیے بہترین پیش رو بنوں گا۔ اس پر میں رونے لگی، جب آپ ﷺ نے میری گھبراہٹ اور پریشانی دیکھی تو دوبارہ سرگوشی فرمائی کہ: تم اہلِ بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی اور تم جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ اس بات سے میں خوش ہوکر ہنس پڑی۔

ابنِ عباسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ جب اِذَا جَاءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلا کر ارشاد فرمایا: مجھے میری وفات کی خبر دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؓ رونے لگیں تو آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ: مت رو! تم مجھے سب سے پہلے آکر ملوگی، تو وہ ہنسنے لگیں۔ (سیر اعلام النبلا: ۲/۱۳۲، بحوالہ نساء مبشرات بالجنۃ: ص۲۲۲)

وفات سے پہلے آپ ﷺ پر بار بار غشی طاری ہوتی تو حضرت فاطمہؓ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور غم وحسرت سے فرماتیں: واکرب اباہ! ہائے میرے والد کی بے چینی! حضور ﷺ نے سنا تو فرمایا: تمہارا باپ آج کے بعد کبھی بے چین نہیں ہوگا۔

(تذکار صحابیات: ص ۱۴۱، بنات اربعہ: ص ۲۸۲، تذکار صحابیات: ص ۱۰۷، صور من سیر الصحابیات: ص ۴۴)

وفاتِ حبیب اور حضرت فاطمہؓ

حضرت فاطمہؓ مشہور روایت کے مطابق اُنتیس سال کی تھیں کہ ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن آپ ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ حضرت فاطمہؓ کو اس پر جتنا رنج ہو سکتا تھا ہوا۔ یہ سانحہ آپ کے لیے ناقابلِ برداشت تھا، مگر محبوب والد کی وصیت ''دامنِ صبر کو تھامے رکھنا'' پر آپ نے عمل کیا اور فرطِ غم کے باعث منہ سے صرف یہ جملے نکلے: جبرئیل نے آپ کو وفات کا پیغام دیا، میرے ابو نے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہا اور پروردگار نے انہیں بلا لیا۔ اے ابا جان! آپ فردوسِ بریں میں داخل ہوئے۔ پھر دعا مانگی: یا الٰہی! روحِ فاطمہ کو روحِ محمد کے پاس پہنچا دے، خدایا! مجھے رسول کے دیدار سے سرفراز کردے، الٰہی! بروزِ محشر ان کی سفارش سے محروم نہ فرما۔ ابن سید الناس لکھتے ہیں کہ پھر آپ نے چند اشعار پڑھے:

اغبرّ افاق السماء وکورت شمس النہار واظلم العصران

آسمان کے کنارے غبار آلود ہو گئے اور بے نور ہو گیا، دن کا چاند اور دونوں زمانے اندھیرے میں آ گئے۔

االرض من بعد النبیّ کئیبة اَسفًا علیه کثیرة الرجفان

زمین نبی ﷺ کے بعد مٹی کا ڈھیر ہے۔ اس پر غم وحزن ہے انتہائی بے کلی والا۔

فلیبکه شرق البلاد و غربها ولیبکه مضر و کل یمانی

آپ ﷺ پر مشرق ومغرب کے تمام ملک روئیں اور آپ ﷺ پر مضر اور یمنی روئیں۔

ولیبکہ منطود الاشم وجوھہ کالبیت و الاستار و الارکان

اور آپ ﷺ پر سردار روئیں، کعبہ کے پردے اور ارکان روئیں۔

یا خاتم الرسُل المبارك وجهه صلی علیك منزل القرآن

اے رسولوں کے خاتم! جن کا چہرہ مبارک ہے، آپ ﷺ پر قرآن نازل کرنے والا رب رحمت نازل فرمائے۔

حضرت فاطمہؓ کی طرف آپ ﷺ کی یاد میں یہ اشعار بھی منسوب ہیں:

ماذا علی مَن شمَّ تربة احمد الا یشمَ مدی الزمان غوالیا

اس شخص کو کیا ہے جس نے احمد کی مٹی سونگھی ہو، کہ وہ لمبے زمانے تک کوئی مٹی نہ سونگھے۔

صُبّت علیّ مصائبٌ لو انّها صُبّت علی الایام عُدنَ لَیالیا

مجھ پر جو مصیبتیں آئی ہیں اگر وہ دنوں پر آتیں تو وہ رات بن جاتے۔

اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے آپ کی قبر مبارک پر یہ اشعار پڑھے:

انّا فقدناك فقد الارض وابلها وغاب مذغبت عنّا الوحی والکتبُ

ہم نے تمہیں زمین کے بارش کو کھودینے کی طرح کھودیا اور جیسے ہی تم جدا ہوئے ہم سے وحی اور کتابیں جدا ہوگئیں۔

فلیت قبلك کان الموت صادفنا لما نعیت وحالت دونك الکثب

کاش کہ تم سے پہلے ہمیں موت آجاتی۔ تمہیں موت کا پیغام نہ آتا اور تمہارے بدلے ٹیلے ختم ہوجاتے۔

تجہیز وتکفین کے بعد صحابہؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لائے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ماہئ بے آب کی طرح تڑپ رہی ہیں؛ مگر نہ واویلا نہ نوحہ، بس فرطِ غم میں خادمِ رسول ﷺ حضرت انسؓ سے اتنا فرمایا: اے انس! آپ ﷺ

کے جسم مبارک پر مٹی ڈالنا تم کو کیسے گوارا ہو سکا اور کس طرح تم نے ان پر مٹی ڈالی۔ حضرت فاطمہؓ کو وفاتِ رسول سے اتنا گہرا صدمہ پہنچا تھا کہ ابنِ اثیر نے اسد الغابۃ میں نقل کیا ہے: آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

(تذکار صحابیات: ص ۱۷۱، بنات اربعہ: ص ۲۸۵، نساء مبشرات بالجنۃ: ص ۲۲۲، خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ: ص ۲۰۳)

حضرت فاطمہؓ اور دورِ صدیقی

آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی آپؓ کا بڑا اکرام کرتے اور وقتاً فوقتاً آپؓ کی خبر گیری فرماتے رہتے۔ چونکہ آپ ﷺ کی مقامِ فدک پر بہت سی زمینیں تھیں، جو آپ ﷺ نے اس شرط پر دے رکھی تھی کہ جو پیداوار ہو وہ نصف میری ہوگی۔ اس میں سے کچھ اپنے عیال پر خرچ فرماتے، جو بچ رہتا اس کو فقرا، غربا اور مسافروں پر صرف فرماتے۔ وفات کے بعد حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت فاطمہؓ وغیرہ نے بطور میراث حضرت ابو بکرؓ سے اس کا مطالبہ کیا جو مال فیٔ کے طور پر آپ ﷺ چھوڑ گئے تھے، تو حضرت ابو بکرؓ نے جواباً ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! میں رسول کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں؛ لیکن انبیا کی میراث کل کی کل صدقہ ہوتی ہے اور اللہ کی راہ میں مسلمانوں پر وقف ہوتی ہے اور اس میں میراث نہیں چلتی؛ اس لیے میں اس جائیداد کو تقسیم نہیں کر سکتا۔ ہاں! البتہ جو حصہ آپ کو پہلے ملتا تھا وہ بدستور آپ کو ملتا رہے گا۔ یہ تسلی بخش جواب سن کر وہ خاموش ہو گئیں اور پھر کبھی مطالبہ نہیں کیا۔

(بناتِ اربعہ: ص ۲۸۶، طبقات اردو: ۳۳/۸)

نوٹ: فدک کے بارے میں ہونے والے اعتراضات اور جوابات کی تفصیل کے لیے 'بناتِ اربعہ' از مولانا نافع گل اور 'خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ' از مولانا اقبال رنگونی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت فاطمہؓ کا ابوبکر سے خوش ہونا

ابتداءً میراث کے مسئلے پر حضرت فاطمہؓ کو رنج ہوا کہ باپ کی یادگار نہ مل سکی؛ مگر بعد میں وہ راضی ہوگئی تھیں۔ طبقات کی یہ روایت اس پر شاہدِ عدل ہے کہ حضرت فاطمہؓ بعد میں حضرت ابوبکرؓ سے راضی ہوگئی تھیں۔

بعض روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ سخت بیمار ہوئیں، حضرت ابوبکرؓ عیادت کے لیے تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: فاطمہ! ابوبکر آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دوں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ چنانچہ اجازت دی۔ حضرت ابوبکرؓ اندر تشریف لائے اور بیمار پرسی کے بعد اس قسم کے جملوں سے حضرت فاطمہؓ کو منانے لگے: خدا گواہ ہے، میں نے اپنا گھر بار، اہل وعیال، قوم وقبیلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا جوئی کے لیے اور تم اہلِ بیت کی خوشنودی کے لیے چھوڑا وغیرہ وغیرہ، پھر حضرت ابوبکرؓ ان کو راضی کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ راضی ہوگئیں۔ (نساء مبشرات بالجنہ: ص ۲۲۴، طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۷)

حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے تعلقات نہایت ہی خوشگوار تھے، یہ واقعہ اس پر شاہدِ عدل ہے: ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئیں اور حضرت ابوبکرؓ کو ایک خاص بشارت سنائی کہ نبی ﷺ نے میرے حق میں یہ بشارت سنائی تھی کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اہلِ بیت میں سے پہلی شخصیت میں ہوں جو آپ کے ساتھ لاحق ہوں گی۔ (بنات اربعہ: ص ۲۶۰)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کو بہت پیاری تھیں اور اسی تعلق کی بنا پر آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور آپ نے یہ بات حضرت فاطمہؓ سے

فرمائی تھی: یا فاطمة! واللّٰه ما رأیت احد أحب إلی رسول الله منك واللّٰه مکان أحمد من الناس بعد ابیك أحب إلی منك۔ (مستدرک:۳/۱۶۸،بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ: ص۱۸۴)

حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ کو نکاح کی وصیت کرنا

حضرت فاطمہؓ کو یقین تھا کہ آپ ﷺ کے اس دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد اب جلد ہی آپ ﷺ سے ملاقات ہوگی، لہٰذا حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کو اپنے آخری ایام میں وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میری بھانجی امامہ بنت ابی العاصؓ سے نکاح کرلینا۔ حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوگیا تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق ان سے نکاح کرلیا۔ (بنات اربعہ: ص۲۹۱)

وفات

نبی کریم ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد آپ بڑی مغموم رہا کرتی تھیں، غم وفکر کی وجہ سے بدن بھی نحیف ہو چکا تھا، اور بیماری بھی لاحق ہوگئی، حضرت اسماء بنت عمیسؓ — جو کہ حضرت جعفرؓ کی بیوی تھیں اور ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں آئیں — آپ کی خدمت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے ان کو بلا کر فرمایا: میرے جنازے میں اور تدفین کے وقت پردہ کا مکمل اہتمام کرنا، تمہارے (اسماء بنت عمیسؓ) اور میرے شوہر علی کے علاوہ کسی کو میرے غسل میں شریک نہ کرنا اور تدفین کے وقت زیادہ ہجوم نہ ہونے دینا۔ اس وقت حضرت اسماءؓ نے ہجرتِ حبشہ کے زمانے کا حال سناتے ہوئے عرض کیا: اے بنتِ رسول! میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ وہ لوگ جنازہ کو درخت کی شاخیں باندھ کر اوپر سے محراب نما بناتے ہیں اور اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ

کے ایما پر حضرت اسماءؓ نے شاخیں جمع کیں اور جنازہ تیار کر کے حضرت فاطمہؓ کو دکھایا۔ اس کو دیکھ کر حضرت فاطمہؓ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو حضور ﷺ کے انتقال کے بعد آپؓ کے چہرے پر دیکھی گئی۔ (خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ، ص۲۱۴)

مسندِ احمد میں حضرت اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ جس مرض میں حضرت فاطمہؓ کی وفات ہوئی، میں ان کی تیمارداری کرتی تھیں۔ ایک دن صبح کے وقت مجھ سے فرمایا: اے ماں! میرے لیے غسل کا پانی رکھ دو، میں نے حکم کی تعمیل کی، پھر انہوں نے اچھی طرح غسل کر کے مجھ سے نئے کپڑے طلب کیے اور اس کو زیب تن فرمالئے، پھر مجھ سے فرمایا کہ: میرا بستر بیچ گھر میں بچھا دو، میں نے اسی طرح کیا، اس کے بعد وہ قبلہ رُخ اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ گئیں اور مجھ سے فرمایا کہ: اے ماں! اب میری جان جاتی ہے، میں نے غسل کر لیا ہے، مجھے کوئی نہ کھولے۔ چنانچہ اسی وقت جان بحق ہو گئیں۔ حضرت علیؓ اس وقت موجود نہ تھے، وہ تشریف لائے تو میں نے ان کو خبر دی۔ 'اسد الغابہ' میں بھی اس واقعہ کو 'تذکرہ اُمِّ سلمہ' میں ذکر کیا گیا ہے؛ لیکن علما اس کو صحیح نہیں مانتے کہ وفات سے پہلے جو غسل کیا تھا اسی کو کافی سمجھا گیا؛ بلکہ صحیح یہی ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ اور حضرت علیؓ نے بعدِ وفات غسل دیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے بھی 'الاصابہ' میں اس کو بعید تسلیم کیا ہے کہ وفات سے پہلے کے غسل پر اکتفا کیا گیا ہو۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں، ص۸۱)

اس طرح آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق چھ مہینے بعد جب کہ آپ کی عمر اٹھائیس یا اُنتیس سال کی ہوئی، ۳ر رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی شب آپ نے اس دارِ فانی کو الوداع کہا۔

بعض لوگوں نے وفات کے وقت آپ کی عمر پینتیس سال بتائی ہے، اگر اسے صحیح مانا جائے کہ رسولِ خدا ﷺ کی عمر شریف کے پینتیسویں برس ان کی ولادت ہوئی تھی تو ۱۱ھ سنِ وفات ماننے کی صورت میں ۲۸-۲۹ر سال کے درمیان ان کی عمر ہوتی ہے؛

لیکن اگر وفات کے وقت پینتیس سال کی عمر مانیں تو حضرت فاطمہؓ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک اُنیس برس ہونا لازم آتا ہے؛ لیکن یہ کسی کا قول معلوم نہیں ہوتا۔ 'الاستیعاب' میں بھی ایک ایسا واقعہ لکھا ہے جس سے ۳۵ / برس والے قول کی تردید ہوتی ہے۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۸۰، طبقات ابن سعد: ۸/ ۳۴)

حضرت فاطمہؓ کی وفاتِ حسرت آیات پر صحابہؓ کی حالت

حضرت فاطمہؓ کے انتقال پر صحابہؓ کے رنج وغم کی انتہا نہ رہی، لوگوں پر اس طرح حیرت اور وحشت طاری ہوئی جس طرح آپ ﷺ کے وصال پر طاری ہوئی تھی۔ چونکہ حضرت فاطمہؓ آپ کی بلا واسطہ آخری اولاد تھیں، حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی آخری نشانی تھیں، اب صرف ازواجِ مطہرات ہی باقی تھیں؛ اس لیے تمام صحابہؓ اس صدمہ سے نڈھال اور بے حد غمگین تھے اور ہر صحابی کی خواہش تھی کہ وہ جنازہ میں شریک ہو کر اس نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ ور ہو۔ (بنات اربعہ: ص ۲۹۶)

تجہیز وتکفین

حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق حضرت اسماءؓ نے آپ کے غسل کا انتظام فرمایا اور آپ ﷺ کے غلام ابورافع کی بیوی سلمیٰؓ اور اُمّ ایمنؓ وغیرہ نے غسل میں ساتھ دیا اور حضرت علیؓ ان تمام امور کی نگرانی کرتے رہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے ابنِ فتحون کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: یہ بات بعید تر ہے کہ حضرت اسماءؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر غسل دیا ہو۔ چونکہ وہ غیر محرم تھیں اور دوسری بات احناف کے نزدیک شوہر اپنی بیوی کو وفات کے بعد غسل نہیں دے سکتا، دونوں اشکالوں کا جواب اس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ پردہ ڈال کر پانی دیتے جاتے ہوں اور حضرت اسماءؓ غسل

دیتی جاتی ہوں اور کوئی عورت مدد کے لیے بلالی ہو۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۸۰)

آخری دیدار

حضرت فضیہؓ بھی آپ کے غسل دینے میں شریک تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ: جب جنازہ تیار ہو گیا تو حضرت علیؓ نے اہلِ خانہ کو اس طرح آواز دی: ''اے اُمّ کلثوم! اے زینب! اے فضیہ! اے حسن وحسین! آؤ اور اپنی والدہ کی آخری زیارت کرلو، آج ان کی جدائی ہو رہی ہے اور اب آئندہ جنت ہی میں ملاقات ہو گی۔ (سیرتِ فاطمۃ الزہراء: ص ۲۸۰)

حضرت فاطمہؓ کا جنازہ اور شیخین کی شمولیت

تجہیز وتکفین کے بعد جب نمازِ جنازہ کا مرحلہ پیش آیا، رات کا وقت تھا، وہاں موجود تمام صحابہؓ جنازہ میں شریک تھے، جن میں شیخین بھی شامل تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا: آپ خلیفۂ رسول ﷺ ہیں، آپ کی موجودگی میں بھلا کون نمازِ جنازہ کے لیے پیش قدمی کرسکتا ہے۔ آپ آگے بڑھیے اور نمازِ جنازہ پڑھائیے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے چار تکبیروں کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کی نمازِ جنازہ حضرت عباسؓ یا خود حضرت علیؓ نے پڑھائی۔ قبر مبارک میں حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت فضل ابن عباسؓ اترے، رات کے وقت تمام ترو صیتوں کی پاسداری کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

واقدی فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن ابن ابی الموالی سے پوچھا، لوگ کہتے ہیں: حضرت فاطمہؓ کی قبر جنت البقیع میں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے مکان کے ایک گوشے میں دفن کی گئیں، ان کی قبر اور راستے کے درمیان سات ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ (نساء مبشرات بالجنۃ: ص ۲۲۶، بنات اربعہ: ص ۳۰۰-۳۰۱، طبقات

ابن سعد:۸/۱۰، رسول اللہ کی صاحبزادیاں:ص:۸۰)

حضرت فاطمہؓ کے مزارِ مبارک کے متعلق مؤرخین کے درمیان اختلاف رہا ہے، مگر راجح قول یہی ہے کہ دارِعقیل کے ایک گوشے میں مدفون ہوئیں۔ عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں کسی کو شک کرتے نہیں دیکھا کہ فاطمہؓ کی قبر اس مقام پر واقع ہے اور سب سے زیادہ معروف مقام جنت البقیع ہے۔ (خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ:ص ۲۱۵)

حضرت فاطمہؓ کی وفات اور حضرت علیؓ

حضرت علیؓ نے آپ کی حیات میں کسی سے اور نکاح نہیں کیا۔ آپ کو حضرت فاطمہؓ سے بے حد محبت تھی اور حضرت فاطمہؓ بھی حضرت علیؓ کا بڑا احترام کرتی تھیں۔ حضرت علیؓ کو ان کے انتقال پر بڑا رنج و ملال ہوا، جب تدفین سے لوٹے تو شدتِ غم و اندوہ کی کیفیت آپ کی زبان سے یہ اشعار نکلے۔

لکل اجتماع من خلیلین فرقة

وکل الذی دون الفراق قلیل

ہر یک جائی کے بعد دوستوں سے مفارقت ہوکر رہتی ہے، اور وہ زمانہ جو مفارقت کے سوا ہوتا ہے تھوڑا ہوتا ہے۔

وان افتقادی فاطماً بعد احمد

دلیل علی ان لا یدوم خلیل

حضور ﷺ کے بعد فاطمہؓ کی مفارقت اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ ساتھ نہیں رہتا۔ (نساء مبشرات بالجنۃ:ص:۲۲۶)

حضرت فاطمہؓ کی اولاد

آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی سے جو نسل چلی وہ آپ ہی کی

نسل سمجھی گئی۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ نے میرے علاوہ جو بھی نبی بھیجا اس کی ذرّیت اس کی پشت سے جاری فرمائی اور میری ذرّیت علیؓ کی پشت سے جاری فرمائی۔ حضرت فاطمہؓ کی چھ اولاد تھیں: حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ، حضرت اُمّ کلثوم، حضرت زینب اور حضرت رقیہ۔ ان میں سے محسن اور رقیہ بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ (تذکار صحابیات: ص۱۴۳)

سب سے پہلے بیٹے کی ولادت شعبان ۳ھ میں ہوئی، رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ بہت خوش ہوئے اور انھیں دیکھنے کے لیے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور ان کا نام حسن رکھا، کان میں اذان دی، ساتویں دن عقیقہ کیا، بال منڈوائے اور بال کے برابر چاندی کا صدقہ کیا۔ شعبان ۴ھ میں دوسرا بیٹا پیدا ہوا، تو آپ ﷺ نے ان کا نام حسین رکھا اور وہی امور انجام دیے، جو حضرت حسن کی ولادت کے موقع پر کیے تھے۔ ان دونوں صاحبزادوں سے آپ ﷺ کو بڑی محبت تھی، ان کے بارے میں آپ نے فرمایا: "رَیحانتای من الدنیا" یہ دونوں میرے پھول ہیں، نیز یہ بھی فرمایا: "سَیّدا شباب اهل الجنَة" یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، یہ محبت دن بدن بڑھتی گئی۔ اور کیوں نہ بڑھتی کہ دونوں حضور ﷺ سے صورت و سیرت میں بے حد مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: حسنؓ سینے سے پیر تک آپ ﷺ کے مشابہ ہیں، اور حسین سینے سے نیچے تک حضور ﷺ کے مشابہ ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص۵۴)

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ ایک مرتبہ رات کے وقت نکلے اور آپ کی چادر کے نیچے پشت پر کچھ چھپا ہوا تھا، میں نے عرض کیا: یہ کیا ہے؟ آپ نے چادر ہٹائی تو اس میں حضرت حسین آپ کی پشت پر سوار تھے، فرمایا: یہ میرے اور میری بیٹی کے بچے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما، اور جو اِن سے محبت کرے تو انھیں بھی محبوب بنالے۔

پہلی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا۔

حضرت فاطمہؓ کی دوسری صاحبزادی حضرت زینبؓ تھیں، جن کی ولادت ۵ ھ میں ہوئی۔ ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا تھا، جن سے دو صاحبزادے عبداللہ اور عون پیدا ہوئے۔

تیسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ تھیں، جن کی ولادت ۷ ھ میں ہوئی، ان کا پہلا نکاح امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطابؓ سے ہوا، جن سے ایک صاحبزادے حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ پیدا ہوئیں۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عون بن جعفرؓ سے نکاح ہوا، ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پھر ان کے انتقال کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفرؓ سے نکاح ہوا، ان سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو بچپن میں وفات پاگئیں۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر سے نکاح ہوا، ان سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی اور ان ہی کے نکاح میں حضرت اُمّ کلثوم نے وفات پائی۔

(رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۵۶، نساء مبشرات بالجنۃ: ص ۲۱۷)

فضائل و مناقب

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

حضرت فاطمہؓ بیسیوں خصوصیات کی حامل تھیں، آپ کے والدِ محترم نبی آخر الزماں رحمۃ للعالمین ﷺ اور والدہ تمام خواتین کی سردار سب سے پہلے ایمان لانے والی اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں، حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار اور صاحبزادیوں میں افضل ترین تھیں، ان کے شوہر فاتحِ خیبر خلیفہ رابع حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے، ان کے صاحبزادے جنت کے نوجوانوں کے سردار اور حضور ﷺ کے پھول حسنؓ وحسینؓ تھے، ان کے چچا سید الشہداء اور شیرِ خدا و شیرِ رسول حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب تھے اور دوسرے چچا بنو ہاشم کے سردار

عباسؓ ابن عبدالمطلب تھے۔ یہ فضیلت ہی ان کو دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہے۔

(نساء مبشرات بالجنۃ، ص: ۲۰۲)

جنتی عورتوں کی سردار

حضرت فاطمہؓ ان خوش قسمت خواتین میں سے تھیں جن کو دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت دی گئی، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: جنت کی سب سے افضل خاتون خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔ ترمذی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كَفَاكَ مِنْ نِسَاءِ العَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَة بنت محمّد و آسية امرأة فرعون۔

ترجمہ: تمہاری تقلید کے لیے تمام دنیا کی عورتوں میں مریمؑ، خدیجہؓ، فاطمہؓ اور آسیہ کافی ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے ارشاد فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار بنو گی۔ (مسلم باب الفضائل)

رسولِ خدا ﷺ حضرت فاطمہؓ سے ارشاد فرمایا کرتے تھے: اے فاطمہ! تم، تمہارے خاوند اور تمہاری اولاد میرے ساتھ جنت میں ایک جگہ ہو گے۔ (تذکار صحابیات، ص ۱۴۳)

اسی طرح طبقات میں ایک روایت مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں سب سے پہلے علیؓ اور فاطمہؓ داخل ہوں گے۔ (ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا، ص ۲۹۲)

سیدنا حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک فرشتہ اترا اس نے مجھے بشارت دی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء بحوالہ نساء مبشرات بالجنۃ، ص ۲۲۷)

حضرت حذیفہ ابن الیمانؓ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں آپ ﷺ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھوں اور میرے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست کروں۔ چنانچہ میری والدہ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں حاضرِ خدمت ہوا اور مغرب کی نماز آپ ﷺ کے پیچھے پڑھی، پھر آپ ﷺ نوافل میں مشغول ہوگئے، یہاں تک کہ عشا کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کا رخ کیا، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا، آپ ﷺ نے میری آہٹ سن لی، فرمایا: کون ہے؟ کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تمھیں کوئی ضرورت ہے؟ میں نے دعا کی درخواست کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمھیں اور تمہاری والدہ کو بخش دے، پھر فرمایا: یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات زمین پر اترا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں اترا ہے، اس فرشتہ نے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت لی کہ وہ زمین پر آکر مجھے سلام کرے، اور مجھے خوشخبری سنائے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے اور حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (مشکوٰۃ: ۲/ ۷ ۴۸، رواہ الترمذی)

فاطمہؓ سفید خیمہ میں ہوگی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہؓ علیؓ اور حضرت حسنؓ وحسینؓ جنت میں سفید خیموں میں ہوں گے جس کی چھت عرشِ رحمٰن کی ہوگی۔ (صحیح بخاری بحوالہ ازواج مطہرات و صحابیات انسائیکلوپیڈیا: ص۲۹۲)

اسی طرح ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! تیرا خاوند دنیا میں سید اور آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ (مسند الفردوس، جمع الجوامع بحوالہ انسائیکلوپیڈیا: ص۲۹۲)

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا میزان ہوں، علیؓ اس میزان کے دو پلڑے ہیں اور حسنؓ وحسینؓ اس کے دھاگے ہیں اور میری امت کے ائمہ اس ترازو کا ستون ہیں اور

فاطمہؓ اس ترازو کی ڈنڈی ہیں، اس ترازو میں ہم سے محبت رکھنے والوں اور بغض رکھنے والوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ (مسند الفردوس للدیلمی بحوالہ ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا: ص ۲۹۳)

جنت میں حضرت فاطمہؓ کی شان

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اہلِ جنت جنت میں نہایت چمکدار روشنی دیکھیں گے جس سے وہاں کا ہر حصہ روشن ہو جائے گا۔ اہلِ جنت رضوان فرشتہ سے پوچھیں گے کہ یہ روشنی کیسی؟ اللہ نے تو فرمایا ہے: لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْھَرِیْرًا جنت میں نہ دھوپ ہے نہ سردی، پھر یہ سورج جیسی روشنی کہاں سے آئی؟ رضوان فرشتہ کہے گا: یہ چاند سورج کی روشنی نہیں؛ بلکہ یہ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی مسکراہٹ ہے اور یہ ان کے دانتوں کی روشنی ہے جس سے جنت میں روشنی پھیلی ہوئی ہے۔

(روح المعانی: ۱۵/ ۱۷۵ بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ: ص ۲۱۰)

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے

حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کی نہایت درجہ دلداری فرماتے اور بے حد محبت فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی 'عورا' یا 'جویریہ' سے نکاح کا ارادہ کیا، جب حضرت فاطمہؓ نے یہ بات سنی تو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے بارے میں کسی سے ناراض نہیں ہوتے، یہ دیکھیے علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے رشتۂ زوجیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

آپ ﷺ اٹھے اور ارشاد فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، میں اُس بات کو ناپسند سمجھتا ہوں جو اسے بری لگے۔ خدا کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور دشمنِ خدا کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

مسلم شریف کی ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود بنو ہشام اس نکاح کے

خواہش مند تھے۔ روایت میں خطبے کے الفاظ یہ ذکر کیے گئے ہیں:

ان بنی ھشام بن المغیرۃِ استأذنونی فی ان ینکحوا ابنتھم عَلِیَّ بن ابی طالب فلا آذنُ ثمّ لا آذنُ ثمّ لاآذن اِلّا ان یُریدَ ابن ابی طالب ان یُطلّق ابنتی و ینکح ابنتھم فانما ھی بضعۃٌ مِنّی یریبُنی مارابھا و یؤذینی ماآذاھا.

ترجمہ: آل ہشام، علیؓ بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتا ہے اور مجھ سے اجازت مانگتی ہے، لیکن میں اجازت نہ دوں گا اور کبھی نہ دوں گا؛ البتہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے، جس نے اس کو اذیت دی مجھ کو اذیت دی۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ: رقم ۶۳۰۷ بحوالہ سیر الصحابیات: ص ۹۹)

اس کے بعد حضرت علیؓ نے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیا اور حضرت فاطمہؓ سے اس سلسلے میں معافی مانگی، تب ان کا غم وحزن جاتا رہا اور دوبارہ گھر میں خوشحالی لوٹ آئی۔

(نساء مبشرات بالجنہ: ص ۲۱۶)

فاطمہؓ کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی ہے

حضرت فاطمہؓ کے فضائل امام سیوطیؒ نے اپنے کتاب 'کتاب الباسمۃ فی مناقب الفاطمۃ' میں جمع فرمائے ہیں اور ان سے پہلے امام ابوعبداللہ الحاکم نے 'مستدرک' میں جمع کیے ہیں۔ آپ کے فضائل میں سے ہے: حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے اہلِ بیت کو بلایا اور ان سے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری خوشی پر خوش اور ناراضگی پر ناراض ہوتا ہے۔

امام احمدؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: میں سراپا جنگ ہوں اس کے لیے جو تم سے جنگ کرے اور مجسم صلح ہوں اس کے لیے جو تم سے صلح کرے۔ (نساء مبشرات بالجنہ: ص: ۲۲۰)

حضرت فاطمہؓ کی آپ ﷺ سے مشابہت

حضرت فاطمہؓ جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں، تو آپ ﷺ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھاتے، جیسا کہ امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو گفتگو کرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں حضرت فاطمہؓ کی طرح حضور ﷺ کے مشابہ ہو۔ آپ ﷺ جب ان کو آتا دیکھتے تو مرحبا کہتے، پھر کھڑے ہو کر اپنی لختِ جگر کو بوسہ دیتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ کا پرتپاک استقبال کرتیں اور آپ کو بوسہ دیتیں۔ (نساء مبشرات بالجنۃ: ص ۲۱۵)

آپ ﷺ کی حضرت فاطمہؓ سے محبت

نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہؓ۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: "كان أحب النساء إلى رسول الله ﷺ فاطمة و من الرجا عليّ" آپ کو خواتین میں حضرت فاطمہ اور مردوں میں حضرت علیؓ سب سے زیادہ عزیز تھے۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا: یا رسول اللہ! میں آپ کو زیادہ پسند ہوں یا فاطمہؓ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہؓ سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے اور تم مجھے اس سے زیادہ عزیز ہو۔ (نساء مبشرات بالجنۃ: ص: ۲۱۴-۲۱۶)

حضور ﷺ کے غلام حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے اخیر میں حضرت فاطمہؓ سے مل کر رخصت ہوتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات فرماتے، پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۶۸)

اہلِ بیتِ نبوی ﷺ کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”لا یبغضنا أهل البیت احداً إلا ادخله الله النار.“

ترجمہ: جو ہمارے اہلِ بیت سے بغض رکھے گا آگ میں داخل ہوگا۔

(سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۲۳، بحوالہ نساء مبشرات بالجنۃ، ص ۲۲۰)

اہلِ بیت کے بارے میں آیتِ تطہیر

امام احمدؒ سے اہلِ بیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اہلِ بیت پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، اہلِ بیت کو اللہ تعالیٰ نے بے انتہا برکت عطا فرمائی، ان سے گناہوں، شرک و بدعت، شکوک و شبہات جیسی نجاستوں کو دور کر دیا اور اس کی اوّلین مصداق حضرت فاطمہؓ ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ چھ مہینے تک فجر کی نماز کے لیے نکلتے وقت حضرت فاطمہؓ کے دروازے پر گزرتے ہوئے ندا لگاتے: الصلوة یا اهل البیت پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنکُمُ الرِّجْسَ اَهلَ البَیتِ وَیُطَهِّرَکُم تَطْهِیْرًا۔

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ حضراتِ حسنینؓ اور حضرت علیؓ و فاطمہؓ کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور فرمایا: اے اللہ! میرے اہلِ بیت میرا خاصہ ہیں، ان سے گندگی دور فرما اور انہیں پاک کر دے۔

حضرت اُمّ سلمہؓ نے فرمایا: میں بھی ان میں شامل ہوں یا رسول اللہ؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک، تم بھی خیر کی طرف ہو۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

یا أهل البیت رسول الله حبکم فرض من الله فی القرآن انزله

اے اہلِ بیت رسول اللہ! تمہاری محبت قرآن میں اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے۔

کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصلّ عیکم لا صلاۃ لہ

تمہارے عظیم مرتبہ کو یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں۔

اہلِ بیت سے مودّت

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ لَااَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (شوریٰ:۲۳) اے پیغمبر! آپ فرما دیجیے میں تم سے نہیں مانگتا اس پر تم سے کچھ بدلہ مگر دوستی چاہیے قرابت میں۔ تو صحابۂ کرامؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے وہ کون سے قرابت دار ہیں جن سے مودّت کرنا ہم پر ضروری قرار دیا گیا ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علی و فاطمۃ و ابنھما . وہ حضرت علیؓ، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔ (مرقات: ۹/ ۳۹۶۳ بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ، ص ۲۰۷)

جنت کا خوشبودار پھول

ایک مرتبہ حضرت علیؓ گھاس کا ایک گٹھر سر پر اٹھائے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے اس کے اتارنے میں مدد چاہی، حضرت فاطمہؓ کسی کام میں مشغول تھیں؛ اس لیے فوراً نہ آسکیں، حضرت علیؓ نے گٹھر زمین پر ڈال دیا اور حضرت فاطمہؓ سے کہنے لگے: شاید تم کو اس کام میں سبکی محسوس ہوئی ہو۔ حضرت فاطمہؓ نے معذرت کرتے ہوئے کہا: جو کام میرے ابا جان رسولِ خدا ہوتے ہوئے کرتے ہوں، میں کیسے اس کے کرنے میں عار محسوس کرسکتی ہوں۔ حضرت علیؓ ان کا جواب سن کر مسکرائے اور کمرے میں چلے گئے۔ انہیں اوصاف کی بنا پر جب انتقال کے بعد حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: فاطمہ جنت کا ایک پھول تھی، اس کے مرجھانے کے باوجود اس کی مہک سے اب تک میرا دماغ معطر ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں کبھی مجھے شکایت کا

موقع نہیں دیا۔ (سیرۃ فاطمہ الزہراء، ص ۱۰۸)

دنیا کی بہترین خاتون

حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ایک مرتبہ آٹھ پہر سے بھوکے تھے، کسی تاجر کے اونٹ مدینہ میں آئے ہوئے تھے اور اس کو ایک مزدور کی ضرورت تھی، حضرت علیؓ نے اس مزدوری میں پیش قدمی کی اور دیر رات تک اس کے اونٹوں پر سے بوجھ اتارتے رہے اور معاوضہ میں ایک درہم ملا، رات بہت ہو چکی تھی، تاہم حضرت علیؓ ایک درہم کے جَو خرید کر لائے، حضرت فاطمہؓ راہ تک رہی تھیں، جیسے ہی حضرت علیؓ کو آتا دیکھا تو باغ باغ ہو گئیں اور جَو کو پیس کر جلدی جلدی روٹی بنائی، پھر دونوں نے مل کر اسے تناول فرمایا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: مجھے اس پر آپ ﷺ کا یہ قول یاد گیا کہ: فاطمہ دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہے۔ (سیرتِ فاطمۃ الزہراء، ص ۱۳۱، تذکار صحابیات، ص ۱۳۲)

ایثار وسخاوت

حضرت فاطمہؓ سے کسی نے پوچھا کہ چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی، حضرت فاطمہؓ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور میرے پاس اگر چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہِ خدا میں خرچ کر دوں۔ (سیرتِ فاطمہ الزہراء، ص ۱۲۹، تذکار صحابیات، ص ۱۳۷)

حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا نصیب ہوا، والدِ بزرگوار، حسینؓ اور میں کھا چکے تھے؛ لیکن والدۂ محترمہ حضرت فاطمہؓ نے ابھی کھایا نہیں تھا، انہوں نے روٹی پر ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ پر ایک سائل نے آواز لگائی، رسولِ خدا ﷺ کی بیٹی! دو وقت سے بھوکا ہوں، میرا پیٹ بھر دو۔ والدہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ روک لیا اور مجھ سے فرمایا: جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ، مجھے تو ایک

وقت کا فاقہ ہے اور اس کو دو وقت کا۔ (سیرۃ فاطمۃ الزہراء، ص:۱۲۹)

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرات حسنینؓ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوگئے، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے منت مانی کہ اگر یہ صحت یاب ہوجائیں گے تو شکرانہ کے طور پر تین تین روزے رکھیں گے، اللہ کے فضل سے دونوں صاحبزادے تندرست ہوگئے۔ ان حضرات نے شکرانہ کے طور پر روزے رکھنا شروع کردیے؛ لیکن گھر میں سحر کے لیے کچھ تھا نہ افطار کے لیے، لہٰذا فاقہ پر روزہ رکھنا شروع کردیا۔ صبح کو حضرت علیؓ شمعون نامی ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے کہ وہ اس کے پاس سے کچھ اُون دھاگہ کاتنے کے لیے اُجرت پر لے آئیں۔ چنانچہ اس یہودی نے اُون کا ایک گٹھر تین صاع جَو کی اُجرت پر دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے اس میں سے ایک تہائی کاتا اور ایک صاع اُجرت لے کر ان کو پیسا اور پانچ روٹیاں بنائیں: ایک اپنے لیے، ایک حضرت علیؓ کے لیے اور ایک دو صاحبزادوں اور ایک باندی کے لیے، جس کا نام فضہ تھا۔ روزہ میں دن بھر کی محنت مزدوری کے بعد جب حضرت علیؓ مغرب کی نماز پڑھ کر لوٹے اور کھانا کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا، ابھی روٹی کا ٹکڑا توڑا ہی تھا کہ ایک فقیر نے دروازے سے آواز دی: اے محمد ﷺ کے گھر والو! میں ایک فقیر مسکین ہوں، مجھے کھانا دو، اللہ تعالیٰ تم کو جنت کے دسترخوان سے کھانا کھلائے۔ حضرت علیؓ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور حضرت فاطمہؓ سے مشورہ کیا، انھوں نے فرمایا: ضرور دیجیے، اور وہ سب روٹیاں اس مسکین کو دے دی گئیں اور گھر والے سب کے سب فاقہ سے رہے اور اسی حال میں دوسرے دن کا روزہ شروع کیا۔

دوسرے دن حضرت فاطمہؓ نے دوسری تہائی اُون کی کاتی اور ایک صاع جَو کی اُجرت لے کر اس کو پیسا اور روٹیاں پکائیں اور حضرت علیؓ حضور ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اور سب کھانے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ ایک یتیم نے دروازہ سے سوال کیا اور اپنی تنہائی اور فقر کا اظہار کیا۔ ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں بھی اس

کے حوالے کر دیں اور خود پانی پی کر تیسرے دن کا روزہ رکھا۔

اگلے دن صبح حضرت فاطمہؓ نے باقی اُون کا تا اور ایک صاع جو جَو کا رہ گیا تھا وہ لے کر پیسا۔ روٹیاں پکائیں اور مغرب کی نماز کے بعد جب کھانے بیٹھے تو ایک قیدی نے آ کر آواز دی اور اپنی سخت حاجت اور پریشانی کا اظہار کیا۔ ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں بھی اس قیدی کو دے دیں اور خود فاقہ سے رہے۔

چوتھے دن روزہ تو تھا نہیں لیکن کھانے کو کچھ نہ تھا۔ حضرت علیؓ دونوں صاحبزادوں کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ بھوک کی وجہ سے چلنا بھی دشوار تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تمہاری تکلیف دیکھ کر مجھے بھی تکلیف ہو رہی ہے، چلو فاطمہؓ کے پاس چلیں۔ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ بھوک کی شدت سے آنکھیں گڑ گئی تھیں اور پیٹ کمر سے لگ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو سینے سے لگایا اور حق تعالیٰ سے فریاد کی۔ اس پر حضرت جبرئیلؑ سورۂ دہر کی آیات وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا (اور باوجودیکہ انھیں خود طعام کی خواہش ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں) لے کر آئے اور اس پروانۂ خوشنودی کی مبارک بادی عطا کی۔ (فضائل صدقات: ص ۴۲۸، خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ: ص ۱۶۹ تا ۱۷۱)

شرم وحیا

حضرت فاطمہؓ میں حد درجہ شرم وحیا تھی، کہنا چاہیے کہ وہ شرم وحیا کا مجسمہ تھیں، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو طلب فرمایا تو وہ مارے شرم کے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: بیٹی! عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: عورت کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ نہ وہ مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن اُمّ مکتوم بھی تھے، حضرت فاطمہؓ ان کو دیکھ کر کوٹھری میں چھپ گئیں، جب وہ چلے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: بیٹی! تم کیوں چھپ گئی تھی؟ ابن اُمّ مکتوم تو نابینا ہے۔ عرض کیا: ابا جان! اگر وہ نابینا ہیں تو میں تو ایسی نہیں کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو دیکھا کروں۔ اسی شرم وحیا کا نتیجہ تھا کہ عورتوں کا جنازہ بغیر پردہ کے نکالنا پسند نہیں فرماتی تھیں اور اپنے جنازے کے بارے میں وصیت فرمائی کہ پردہ کے اہتمام کے ساتھ رات کے وقت اٹھایا جائے؛ تاکہ غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔ (سیرت فاطمۃ الزہراء، ص۱۳۰)

زندگی میں پردے کے اسی اہتمام کا نتیجہ ہے کہ کل کو بروزِ حشر بھی اس کا خیال رکھا جائے گا۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: قیامت کے دن پردے کے پیچھے سے ایک منادی اعلان کرے گا: اے لوگو! اپنی آنکھوں کو بند کرلو، فاطمہ بنت محمد ﷺ یہاں سے گزرنے والی ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص:۶۹)

امام حاکم نے 'مستدرک' میں یہ روایت نقل کی ہے اور کہا: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاہ. (مستدرک:۳/۱۶۶)

نوٹ: پیشِ نظر رہے کہ ماہرِ فنِ رجال حضرت امام شمس الدین ذہبی کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ (خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ: ص۲۰۹)

صدق وراستی

حضرت فاطمہؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں، صدق وراستی میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ما رأیت احداً کان صدق بھجۃ من فاطمۃ الا ان یکون الذی ولدھا ﷺ . میں نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو صاف گو نہیں دیکھا البتہ ان کے والد ان سے مستثنیٰ ہیں۔ (سیر الصحابیات: ص۱۰۱)

عبادت وشب بیداری

حضرت فاطمہؓ کثرت سے عبادت کرنے والی خاتون تھیں، رات کو خوب عبادت کرتیں اور دن میں کثرت سے روزے رکھتیں، خوفِ الٰہی سے ہر وقت لرزاں وترساں رہتی تھیں۔ مسجدِ نبوی کے پہلو میں گھر تھا، وہاں سے آپ ﷺ کے ارشادات سنتیں، انمیں آخرت اور عذاب کا تذکرہ آتا تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے غشی طاری ہو جاتی۔ تلاوتِ قرآن کے وقت عقاب وعذاب کی آیتوں پر بدن لرز اُٹھتا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں فاطمہؓ کو دیکھتا کہ وہ کھانا پکاتی جاتی اور خدا کا ذکر کرتی جاتی اور بے انتہا عبادت کرتی؛ لیکن گھریلو کام کاج میں ذرا بھی فرق نہ آنے پاتا۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتی تھیں۔ (سیرت فاطمۃ الزہراء، ص:۱۱۱)

حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ کو شام سے صبح تک عبادت کرتے اور خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے دیکھا ہے؛ لیکن انہوں نے کبھی اپنی دعاؤں میں اپنے لیے کوئی درخواست نہ کی۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ علیل تھیں؛ لیکن علالت کے باوجود رات بھر عبادت میں مصروف رہیں، جب حضرت علیؓ صبح کی نماز کے لیے مسجد گئے تو وہ نماز کے لیے کھڑی ہوگئیں، نماز سے فارغ ہو کر چکی پیسنے لگیں۔ حضرت علیؓ مسجد سے واپس گھر تشریف لائے اور ان کو چکی پیستے دیکھا تو فرمایا: اے رسولِ خدا کی بیٹی! اتنی مشقت نہ اٹھایا کرو، تھوڑی دیر آرام بھی کر لیا کرو، کہیں زیادہ بیمار نہ ہو جاؤ، فرمانے لگیں: خدا کی عبادت اور آپ ﷺ کی اطاعت مرض کا بہترین علاج ہے، اگر ان میں سے کوئی موت ایک کا باعث بن جائے تو اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی کیا ہوگی۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ سے دریافت فرمایا: جانِ پدر! مسلمان عورت کے اوصاف کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ابا جان! عورت کو چاہیے کہ خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے، اولاد پر شفقت کرے، اپنی نگاہ نیچی رکھے اور اپنی زینت کو چھپائے، نہ خود غیر کو دیکھے نہ غیر اس کو دیکھ پائے۔ حضور ﷺ یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے۔

(تذکار صحابیات: ص ۱۳۸)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ رات بھر عبادت میں مصروف رہتیں اور آپ کا رات کی نمازوں میں قیام بہت طویل ہوتا تھا، اس طوالت سے آپ کے قدم بھی متورم ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاریؒ لکھتے ہیں کہ: راقم الحروف کے مطالعہ میں نمازِ تہجد کی کثرت کے سبب سے دو ہستیوں کے قدم شریف متورم ہوئے ہیں: ایک حضور پرنور ﷺ ہیں اور دوسرے حضرت فاطمہؓ۔

(تحقیق فدک: ص ۱۸۷، بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ: ص ۲۰۰)

حضرت فاطمہؓ کی کرامت

حضرت فاطمہؓ کی ایک پڑوسن نے ان کے یہاں دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا، جسے انہوں نے برتن میں رکھ کر ڈھانک دیا اور اپنے بیٹے کے ذریعے آپ ﷺ کو بلا بھیجا، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو برتن پیش کیا، آگے خود حضرت فاطمہؓ کی زبانی سنیے، وہ فرماتی ہیں کہ: جب میں نے برتن سے ڈھکن اٹھایا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب میں نے دیکھا تو میں مبہوت رہ گئی اور میں سمجھ گئی کہ یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور آپ ﷺ پر درود پڑھا۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: میری بچی! یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا

فرماتا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے میری بیٹی کو بنی اسرائیل کی سیدۃ النساء جیسا بنایا کہ اسے جب بھی اللہ کوئی رزق عطا فرماتا اور اس سے پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتی کہ یہ اللہ کے یہاں سے آیا ہے، اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

پھر اس کھانے کو حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرات حسنینؓ اور آپ ﷺ نے ساتھ مل کر تناول فرمایا، سب سیر ہو گئے مگر کھانا ویسا کا ویسا ہی رہا۔ حضرت فاطمہؓ نے اسے پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت قاضی عیاض مالکی نے الشفاء میں نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر دعا بھی فرمائی کہ فاطمہؓ کبھی بھوکی نہ رہے۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ میں پھر کبھی بھوکی نہ رہی۔

اوصاف و کمالات

زہد و قناعت

حضرت فاطمہؓ دو جہاں کے سردار کی صاحبزادی تھیں، لیکن آرائش و زیبائش میں زندگی نہیں گزاری، ہر وقت فقر و فاقہ میں رہتیں اور اپنے رب کا شکر ادا کرتیں۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ مسجدِ نبوی میں تشریف لائیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا سرورِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: کہاں سے آیا؟ سیدہ نے عرض کیا: ابا جان! تھوڑے سے جَو پیس کر روٹی بنائی، بچوں کو کھلا رہی تھی تو خیال آیا کہ آپ کو بھی تھوڑی سی پیش کرلوں، معلوم نہیں کس حال میں ہوں گے! یا رسول اللہ! یہ روٹی تیسرے وقت نصیب ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے روٹی تناول فرمائی اور فرمایا: اے میری پیاری! چار وقت کے بعد روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں پہنچا ہے۔

(سیرتِ فاطمۃ الزہراء: ص ۱۴۰، تذکار صحابیات: ص ۱۳۵)

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ سیدہ اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور اس میں تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں، وہ آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ کا ورد جاری ہے۔ حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر آب دیدہ ہوگئے اور فرمایا: اے فاطمہؓ! دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر، اللہ تمہیں نیک اجر دے گا۔ (تذکار صحابیات: ص:۱۳۴)

سوال کر کے شرمندہ نہ کرو

ایک دفعہ حضرت علیؓ گھر تشریف لائے، کچھ کھانے کو مانگا۔ سیدہ نے بتایا کہ آج تیسرا دن ہے، گھر میں جَو کا ایک دانہ تک نہیں ہے۔ جنابِ مرتضیٰؓ نے فرمایا: اے فاطمہؓ! مجھ سے تم نے ذکر کیوں نہیں کیا؟ سیدۃ النساء نے جواب دیا: اے میرے سرتاج! میرے والد نے رخصتی کے وقت نصیحت کی تھی کہ میں کبھی سوال کر کے آپ کو شرمندہ نہ کروں۔ (تذکار صحابیات: ص ۱۳۵)

حضرت فاطمہؓ کا لباس

حضرت فاطمہؓ شہنشاہِ دوجہاں ﷺ کی صاحبزادی اور خود جنتی عورتوں کی سردار ہیں، آپ چاہتیں تو اچھے سے اچھا لباس زیبِ تن فرما سکتی تھیں؛ لیکن بچپن ہی سے آپؓ آرائش وزیبائش سے دُور رہتی تھیں۔ لباس بالکل سادہ پہنتی تھیں۔ آپؓ کا کرتہ بہت ہی موٹا اور چوڑا تھا اور دوپٹہ اس قدر چھوٹا تھا کہ سر ڈھانکتیں تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپاتیں تو سر برہنہ رہ جاتا تھا۔ (خطبات محمود: ۱/۲۲۰، سیر الصحابیات: ص ۱۰۱)

عسرت وتنگی

حضرت علیؓ مالدار شخص نہ تھے، نہ ان کے یہاں اسبابِ عیش فراہم تھے، نہ گھر میں زیادہ

سامان تھا، نہ کوئی خدمت گزار تھا، آپ ﷺ نے جس طرح اپنی ذات کے لیے فقر وفاقہ اور تنگی کو پسند کیا اسی طرح اپنے داماد اور بیٹی کے لیے بھی عسرت وتنگی کو پسند فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ حاضرِ خدمت ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اور علیؓ کے پاس صرف ایک مینڈھے کی کھال ہے، جو ہمارا بستر ہے اور اسی پر دن میں اونٹ کو چارہ کھلاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے میری پیاری! صبر کر، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے دس برس تک اپنی زوجہ کے ساتھ قیام کیا اور ان کے پاس ایک ہی عبا تھی جس کو اوڑھتے اور بچھاتے تھے۔

حضرت فاطمہؓ والی اسی بات کو حضرت علیؓ برسرِ منبر فرماتے ہیں کہ: جب میری شادی ہوئی تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ہمارے پاس رات کو سونے کے لیے بکری کی ایک کھال تھی، رات کو یہ ہماری خواب گاہ ہوتی اور دن میں ہم اسے اپنی سواری کے جانور کو چارہ ڈالنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ (خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ ص۱۵۹)

ایک دن آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے، حضراتِ حسنینؓ کو موجود نہ پاکر دریافت کیا کہ: میرے بیٹے کہاں ہیں؟ عرض کیا: آج اس حال میں صبح ہوئی ہے کہ گھر میں چکھنے کے لیے بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ علیؓ یہ کہہ کر باہر لے گئے ہیں کہ گھر میں رو رو کر تمھیں پریشان کریں گے، اور وہ فلاں یہودی کے پاس گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ اس طرف متوجہ ہوئے اور تلاش کرنے لگے۔ اچانک دیکھا کہ دونوں لاڈلے ایک کیاری میں کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے کچھ کھجوریں پڑی ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: میرے ان بیٹوں کو گرمی کے تیز ہونے سے پہلے پہلے گھر لے چلو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: آج اس حال میں صبح کی ہے کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا؛ اس لیے ان کو لے کر آیا ہوں۔ اب میرے اور بچوں کے پیٹ میں تو کچھ پڑ گیا، لیکن فاطمہؓ کے لیے کھجوریں جمع کرنا باقی ہے۔ آپ تھوڑی دیر تشریف رکھیں۔ آپ ﷺ کچھ دیر ٹھہر گئے، یہاں

تک کہ حضرت فاطمہؓ کے لیے کچھ کھجوریں جمع کرلیں، ان کھجوروں کو ایک چھوٹے کپڑے میں باندھ کر واپس ہوئے اور ایک بچہ کو حضرت علیؓ نے اور دوسرے کو آپ ﷺ نے گود میں لیا اور اس طرح گھر لوٹے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ علیؓ کو بلا لاؤ، جس وقت میں ان کے گھر گیا تو دیکھا کہ سیدہؓ حضرتِ حسنینؓ کو گود میں لیے چکّی پیس رہی ہیں، فی الحقیقت سیدہؓ کا اکثر یہ حال ہوتا تھا کہ دو دو وقت کے فاقہ ہوتے تھے اور بچوں کو گود میں لے کر چکی پیسا کرتی تھیں۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں، ص۶۴-۶۵، تذکار صحابیات، ص۱۳۴)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ہم پر ایسے کئی دن گزرے کہ ہمارے گھر میں کوئی چیز کھانے کی نہ تھی اور نہ ہی حضور ﷺ کے پاس کچھ تھا، اُن دِنوں میں باہر نکلا تو راہ میں ایک دینار پڑا ہوا دیکھا۔ میں ٹھٹک کر رہ گیا، دل میں سوچتا رہا کہ اسے اُٹھاؤں یا چھوڑ دوں؛ لیکن افلاس کی شدت نے مجھے اس کے اُٹھانے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ میں نے اسے اُٹھایا اور اس سے کچھ آٹا خرید لیا اور حضرت فاطمہؓ کو دیا کہ وہ روٹی پکا دیں۔ وہ آٹا گوندھنے لگیں؛ مگر ان پر بھی فاقہ کا اس قدر اثر تھا کہ آٹا گوندھنے میں ہاتھ بار بار برتن پر گرتا تھا اور چوٹ لگتی تھی۔ حضرت فاطمہؓ نے بڑی مشقت سے روٹی پکائی، پھر میں نے حضور ﷺ سے آ کر یہ سارا واقعہ عرض کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ھو رزق اللّٰہ اللہ نے تمھیں یہ رزق بھیجا ہے۔ (ابوداؤد:۱/۲۷۷، بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ، ص۱۶۱)

کچھ دِنوں بعد پتہ چلا کہ وہ دینار ایک خاتون کا تھا اور وہ تلاش کرتی ہوئی آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے دینار دے دو۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ بیمار ہوگئیں، آپ ﷺ اپنے ایک صحابی حضرت عمران بن حصینؓ کے ہمراہ عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ دروازے پر پہنچ کر اجازت چاہی۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: تشریف لائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ عمران بھی

ہے۔سیدہ نے جواب دیا: ابا جان! میرے پاس ایک عبا کے سوا کوئی اور کپڑا نہیں ہے جس سے پردہ کروں۔حضور ﷺ نے اپنے جسمِ مبارک سے چادر اُتار کر اندر پھینکی اور فرمایا: بیٹی اس سے پردہ کرلو۔

اس کے بعد حضور ﷺ اور حضرت عمران بن حصینؓ اندر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے حال دریافت کیا۔حضرت فاطمہؓ نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا: ابا جان! شدتِ درد کی وجہ سے بے چین ہوں اور بھوک نے نڈھال کررکھا ہے اور گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی! صبر کر، میں بھی تین دن سے بھوکا ہوں، اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگتا وہ مجھے عطا کرتا؛ لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے۔

پھر آپ نے اپنا دستِ شفقت حضرت فاطمہؓ کی پشت پر پھیرا اور فرمایا: اے لختِ جگر! دنیا کے مصائب سے دل شکستہ نہ ہو،تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم واپس لوٹنے لگے تو لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی بیٹی اس حال میں؟ حضور ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: جان لو کہ فاطمہؓ قیامت کے دن جنتی عورتوں کی سردا ہے۔

(تذکارِ صحابیات،ص ۱۳۸،حلیۃ الاولیاء: ۲/۵۲،بحوالہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ،ص ۱۶۳)

خادمہ کا سوال اور تسبیحاتِ فاطمی

حضرت فاطمہؓ فقر و فاقہ والی زندگی گزارتی تھیں اور گھریلو تمام کام خود ہی کیا کرتی تھیں،چکّی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے،مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گٹھے پڑ گئے تھے،گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہوجاتے تھے،چولہے کے پاس بیٹھنے سے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہوجاتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فتوحات کا دروازہ کھولا اور روز بروز مدینہ منورہ میں بہ کثرت مالِ غنیمت آنا شروع ہوا۔ ایک دن حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ مالِ غنیمت میں کثرت سے غلام اور باندیاں آئی ہیں، تو حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: فاطمہ! تمہارے ہاتھوں میں چکّی پیستے پیستے آبلے پڑ گئے ہیں، تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج مالِ غنیمت میں بہت سی لونڈیاں آئی ہیں، جاؤ! ایک لونڈی آپ ﷺ سے مانگ لاؤ۔ حضرت فاطمہؓ حرم سرائے میں پہنچیں، حضور ﷺ نے پوچھا: فاطمہؓ کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: ابا جان! صرف سلام دُعا کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ خود فرماتی ہیں مجھے اپنے لیے خادم طلب کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر خدمتِ اقدس میں ٹھہر کر واپس آ گئیں اور حضرت علیؓ سے کہا کہ مجھ سے باندی طلب کرنے کا حوصلہ نہ بن پڑا۔ پھر دونوں میاں بیوی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی تکالیف بیان کی اور ایک لونڈی کی درخواست کی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو کوئی قیدی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا، ابھی اصحابِ صفہ کی خورد و نوش کا تسلی بخش انتظام کرنا ہے۔ میں ان لوگوں کو کیسے بھول سکتا ہوں، جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر فقر و فاقہ کو ترجیح دی ہے۔ دونوں میاں بیوی سرِ تسلیم خم کیے گھر واپس تشریف لے آئے۔

ابنِ سعدؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ رات کو ان کے یہاں تشریف لے گئے، جب کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ ایک ایسی چادر میں لیٹے ہوئے تھے کہ پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا اور سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے، انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر ہی رہو، پھر دونوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا میں تم کو اس چیز سے بہتر نہ بتاؤں جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ دونوں نے کہا: ضرور یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کلمات مجھے جبرئیل نے سکھلائے ہیں، تم ہر فرض نماز کے بعد دس دس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ

اور اللہ اکبر پڑھا کرو اور سوتے وقت ۳۳-۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ر مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے بہترین خادم ثابت ہوگا۔

(نساء مبشرات بالجنہ: ص۲۱۰، تذکار صحابیات: ص۱۳۳)

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ: جب آپ ﷺ ان کلمات کو بتلا کر فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے اس کے جواب میں عرض کیا: میں اللہ کی تدبیر اور اس کے رسول کی تجویز سے راضی ہوں۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص۷۵)

علامہ شبلی نے اس واقعہ کا خوب نقشہ کھینچا ہے:

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال — گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں — چکّی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھرکے جو لاتی تھیں بار بار — گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباسِ مبارک غبار سے — جھاڑو کا مشغلہ بھی ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جنابِ رسولِ خدا کے پاس — یہ بھی کچھ اتفاق وہاں اذنِ عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کرسکیں نہ عرض — واپس گئیں کہ پاسِ حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے — کل کس لیے تم آئی تھیں، کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں — حیدر نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبانِ بے وطن — جن کا صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز — ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں — میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق — جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہوکے سیدۂ پاک رہ گئیں — جرأت نہ کرسکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی بسر ہر اہلِ بیتِ مطہر نے زندگی — یہ ماجرائے دخترِ خیر الانام تھا

شادی کے بعد بھی تربیت کا خیال رکھنا

آپ ﷺ جس طرح تمام لوگوں کی تربیت کا خیال رکھتے تھے، اسی طرح خصوصی طور پر اپنے اہلِ بیت کی دینی تربیت کا بھی خوب اہتمام فرماتے تھے۔ جب آیتِ کریمہ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" ترجمہ: "آپ اپنے نزدیک کے کنبے کو ڈرایئے" نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے اپنے رشتہ داروں اور خاندان والوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا اور قبیلوں اور بعض رشتہ داروں کا نام لے کر فرمایا کہ: اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے اس موقع پر فرمایا: اے قریش! اپنے نفسوں کو دوزخ سے بچالو، میں اللہ کے معاملے میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا اور بنی عبدِ مناف سے بھی یہی فرمایا۔ پھر فرمایا: اے عباس! میں اللہ کے معاملے میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا، اپنے کو دوزخ سے بچالو۔ اے صفیہ! جو اللہ کے رسول کی پھوپھی ہیں، میں اللہ کے معاملے میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ! میرے مال میں سے تم جو چاہو سوال کرلو، میں اللہ کے معاملے میں کچھ کام نہیں آؤں گا، اپنے کو دوزخ سے بچالو۔

(رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۷۱)

چنانچہ شادی کے بعد بھی حضرت فاطمہؓ کی خصوصیت کے ساتھ دینی تربیت کا خیال رکھتے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہمارے یہاں تشریف لائے اور ہم دونوں کو نمازِ تہجد کے لیے جگایا اور فرمایا: اٹھو نماز پڑھو، میں آنکھیں ملتا ہوا بیٹھ گیا اور عرض کیا: خدا کی قسم! جتنی نماز ہمارے مقدر میں ہے وہی تو ہم پڑھیں گے، ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں، جب اللہ تعالیٰ ہمیں بیدار فرمانا چاہتا ہے تو بیدار فرما دیتا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے اور میرے لفظوں کو دہراتے ہوئے واپس ہوگئے اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا.

آدمی جھگڑے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے اخیر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملتے۔ ایک مرتبہ ایک غزوہ سے تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ سے ملنے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے دروازے پر زینت کے لیے عمدہ قسم کا پردہ لٹکا رکھا تھا اور دونوں بیٹوں حسن وحسین کو چاندی کے کنگن پہنا رکھے تھے۔ آپ اندر داخل ہوئے اور یہ ماجرا دیکھ کر اُلٹے قدم واپس ہوگئے۔ حضرت فاطمہؓ سمجھ گئیں کہ کس وجہ سے اندر تشریف نہیں لائے۔ اسی وقت پردہ ہٹا دیا اور کنگن اتار لیے، دونوں بچے ان کنگنوں کو لیے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں روتے ہوئے پہنچے۔ آپ ﷺ نے وہ کنگن ان کے ہاتھوں سے لے لیے اور مجھ سے فرمایا (راوی حدیث) اے ثوبان! جاؤ فاطمہؓ کے لیے ایک ہار عصب کا اور دو کنگن ہاتھی دانت کے خرید کے لے آؤ، یہ میرے گھر والے ہیں، میں یہ پسند نہیں کرتا ہوں کہ اپنے حصے کی عمدہ چیزیں وہ اس زندگی میں کھالیں یا پہن لیں۔

ایک مرتبہ کوئی شخص حضرت علیؓ کے گھر مہمان بنے، حضرت فاطمہؓ نے ان کے لیے کھانا بنایا، حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: حضور کو بھی بلا لیتے تو اچھا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کو مدعو کیا گیا، آپ ﷺ تشریف لائے، دروازے پر پہنچ کر چوکھٹ کو ہاتھوں سے پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور دیکھا کہ گھر میں ایک کونہ میں نقشیں پردہ لٹکا ہوا ہے، اس کو دیکھ کر آپ واپس ہوگئے۔ حضرت فاطمہؓ لپک کر آپ ﷺ کے پیچھے ہولیں اور واپسی کی وجہ پوچھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نبی کے لیے درست نہیں کہ سجاوٹ اور نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو اچھے لباس میں دیکھا تو چہرے پر ناراضگی کے آثار واضح ہوئے اور واپس چلے آئے۔ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ

نے پُرتکلف پردہ نکال دیا اور عمدہ لباس بھی نکال باہر کیا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اسی طرح رہا کرو، میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ (کتاب ترکۃ النبی: ص۵۶ للامام حماد بن اسحاق بن اسماعیل، المرتضی: ص۱۴۹ بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ: ص۱۶۶)

حضرت فاطمہؓ کو دعا سکھلانا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہ! کیا وجہ ہے کہ میں صبح و شام تمھیں یہ کہتے ہوئے نہیں سنتا (یعنی تم اس طرح دن رات دعا کیا کرو): یاحي یا قوم برحمتك استغیث اصلح لي شاني و لاتکلني إلی نفسي طرفة عین۔ (جمع الجوامع للخطیب-اتحاف السائل: ص۶۲ بحوالہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ: ص۲۰۰)

تربیت کے سلسلہ میں 'اسد الغابہ' میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت علیؓ سو رہے تھے، حضرت حسینؓ نے کچھ پینے کو مانگا۔ ان کے یہاں ایک بکری تھی، آپ نے اس کا دودھ دوہا اور ابھی دودھ دیا نہ تھا کہ حضرت حسنؓ آپ کے پاس آ پہنچے۔ آپ ﷺ نے ان کو ہٹا دیا تو حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: آپ کو حسینؓ زیادہ پیارے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات نہیں ہے؛ بلکہ اس نے پہلے طلب کیا تھا اور فرمایا کہ: میں اور تم اور یہ دونوں لڑکے اور یہ سونے والا قیامت کے روز ایک ساتھ ایک جگہ ہوں گے۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص۷۲، ۷۶، ۷۷، ۷۸)

زوجین میں صلح کروانا

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ کو موجود نہ پاکر صاحبزادی سے پوچھا کہ وہ کہاں گئے ہیں؟ عرض کیا: ہماری آپس میں رنجش ہوگئی تھی،

لہٰذا وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہ کیا۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو تلاش کرنے بھیجا، پتہ چلا کہ وہ مسجد میں سو رہے تھے۔ آپ ﷺ مسجد تشریف لے گئے، دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کے پہلو سے چادر گر گئی ہیں اور مٹی ان کے جسم کو لگ رہی ہے۔ آپ ﷺ مٹی پونچھنے لگے اور فرمایا: قُم یا اَبا تُراب، قُم یَا اَبَا تراب او مٹی والے اٹھ، او مٹی والے اٹھ۔

آپ ﷺ ہمیشہ زوجین میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہوگئی، آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے اور صلح صفائی کروادی اور گھر میں سے مسرور ہو کر نکلے، لوگوں نے پوچھا: آپ گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی، اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا: میں نے ان دو شخصوں میں مصالحت کرادی ہے جو مجھ کو محبوب تر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ان پر کچھ سختی کی، وہ آپ ﷺ کے پاس شکایت لے کر چلیں، پیچھے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی! تم کو خود سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے پاس خاموش چلا آتا ہے۔ یا فرمایا: بیٹی! سنو، سوچو، سمجھو۔ یہ کیا ضروری ہے کہ مرد تمام کام عورت کی منشا کے مطابق کرے۔ حضرت علیؓ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انھوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا: اب میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کروں گا۔ (سیر الصحابیات، ص ۱۰۲، نامور مسلمان خواتین: ص ۴۲)

اولادِ فاطمہؓ سے محبت

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت ابو ہریرہؓ کو لے کر حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت حسنؓ کے بارے میں سوال کرنے لگے کہ کیا یہاں چھوٹو ہے، کیا یہاں چھوٹو ہے؟ اتنے میں حضرت حسن آ پہنچے اور دونوں ایک دوسرے سے گلے لپٹ گئے

اس وقت آپ ﷺ نے دعا کی کہ: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت حسنؓ چھوٹے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ بچپن میں رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی ران پر بٹھاتے اور دوسری ران پر حسن کو بٹھاتے اور دونوں کو چمٹا لیتے اور یوں فرماتے تھے: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَانِّی ارحمھما . ترجمہ: اے اللہ! ان پر رحم فرما؛ کیونکہ میں ان پر رحم کرتا ہوں۔ بعض مرتبہ آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ سے فرماتے کہ: میرے بیٹوں کو لاؤ، پھر آپ ﷺ ان کو سونگھتے اور سینے سے چمٹاتے تھے۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۶۳)

والد اور بیٹی کا ایک دوسرے کا خیال رکھنا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کو جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا، آپ نے فرمایا: اے فاطمہؓ! تین روز سے میں نے کچھ کھایا نہیں، اتنا عرصہ گزر جانے پر آج یہ مجھے ملا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپ ﷺ بھوکے گھر سے نکلے، راستے میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ملے، وہ بھی بھوکے تھے۔ یہ تینوں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان یا کھجور کے باغ پر پہنچے، انہوں نے آپ کی دعوت کی اور کھجور کا ایک خوشہ توڑ کر آپ ﷺ کے سامنے رکھا اور بکری کا بچہ ذبح کر کے سالن بنایا اور روٹی تیار کی۔ آپ ﷺ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت رکھ کر حضرت ابو ایوبؓ کو دیا کہ یہ فاطمہؓ کو پہنچا دو، اس کو بھی کئی روز سے کچھ نہیں مل سکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو پہنچا دیا۔ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں: ص ۶۷)

حضرت فاطمہؓ کا ایثار اور یہود کا اسلام

ایک دفعہ قبیلہ بنو سلیم کا ایک بوڑھا ضعیف آدمی مسلمان ہوا، حضور ﷺ نے اسے

دین کے ضروری مسائل واحکام سکھلائے اور پھر پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! بنی سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ فقیر ہوں۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟ حضرت سعد ابن عبادہؓ اٹھے اور کہا: یارسول اللہ! میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانپ دے؟ حضرت علیؓ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر اس اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو اس کے کھانے کا بندوبست کرے گا؟ حضرت سلمانؓ فارسی اٹھے، اس اعرابی کو ساتھ لیا اور اس کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا؛ لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ پھر حضرت فاطمہؓ کے دروازے پر جا کر دستک دی، پوچھا کون ہے؟ انہوں نے سارا واقعہ سنایا اور درخواست کی کہ اے اللہ کے سچے رسول کی بیٹی! اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجیے۔ سیدہؓ آبدیدہ ہو کر بولیں: اے سلمان! خدا کی قسم! آج ہم سب کو تیسرا فاقہ ہے، دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ جانے نہ دوں گی، جاؤ! یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور کہو فاطمہؓ کی یہ چادر رکھ لو، اور اس غریب کو تھوڑی سی جنس دے دو۔

حضرت سلمانؓ اعرابی کو ساتھ لے کر اس یہودی کے پاس گئے اور تمام حالات بیان کیے۔ وہ حیران رہ گیا اور پکار اٹھا: اے سلمان! خدا کی قسم! یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہؓ کے باپ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد کچھ غلّہ حضرت سلمانؓ کو دیا اور چادر واپس کر دی۔ حضرت سلمانؓ غلہ لے کر لوٹے، حضرت فاطمہؓ نے پیسا اور اعرابی کے لیے روٹی پکا کر حضرت سلمانؓ کو دی۔ انہوں نے کہا: کچھ بچوں کے لیے رکھ لو۔ جواب دیا: سلمان! جو چیز خدا کی راہ میں دے چکی ہوں وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں۔ حضرت سلمانؓ روٹی لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں

پہنچے۔ حضور ﷺ نے وہ روٹی اعرابی کو دی اور حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے، ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور آسمان کی طرف دیکھ کر دعا کی: بار الٰہا! فاطمہ تیری کنیز ہے، اس سے راضی رہنا۔ (تذکار صحابیات: ص۱۳۶)

جہنم کا خوف

امام ذہبی ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے گئے، حضرت فاطمہؓ نے اپنے گلے میں سونے کا ہار پہنا ہوا تھا، جو کہ حضرت علیؓ نے ان کو ہدیہ میں دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہؓ! کیا تم کو اچھا لگے گا کہ لوگ یوں کہیں کہ محمد کی بیٹی کے گلے میں آگ کا ہار ہے۔ یہ فرما کر آپ چلے گئے۔ حضرت فاطمہؓ نے اس ہار کو بیچ کر اس کے بدلے غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔ جب آپ ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے فاطمہؓ کو آگ سے نجات عطا فرمائی۔ (نساء مبشرات بالجنۃ: ص۲۱۱)

روایاتِ حدیث

حضرت فاطمہؓ سے اٹھارہ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے ایک صحیحین میں بھی موجود ہے اور آپ سے روایت کرنے والے آپ کے بیٹے حضرت حسن و حسین اور حضرت علی، عائشہ صدیقہ، اُمّ سلمہ اور انس ابن مالک رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کے تفقہ پر واقعاتِ ذیل شاہد ہیں:

حضرت علیؓ کسی سفر میں گئے تھے، واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے قربانی کا گوشت پیش کیا، ان کو عذر ہوا، حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ان کے یہاں گوشت تناول فرمارہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ ﷺ اسی طرح اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چونکہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؛ اس لیے حضرت فاطمہؓ نے دامن پکڑا کہا: وضو کر لیجیے، ارشاد ہوا: بیٹی! وضو کی ضرورت نہیں ہے، تمام اچھے کھانے آگ ہی پر تو پکتے ہیں۔ (مسند احمد: ۶/۲۸۲-۲۸۳، بحوالہ سیر الصحابیات: ص۹۹)

یہ حضرت فاطمہؓ کی کے کچھ اوراق تھے، جن کی جھلک راقم نے قارئین کے حضور پیش کرنے کی طالب علمانہ سعی کی ہے، ورنہ حضرت فاطمہؓ کی حیاتِ مقدسہ کا ہر ورق اپنے تئیں معانی و مفاہیم اور دروس وغیرہ کا خزینہ لیے ہوئے ہے، جن کی اس مختصر مقالے میں گنجائش نہیں۔ ہم اپنے اس مقالے کو علامہ اقبال کے اشعار پر ختم کرتے ہیں۔ علامہ اقبال نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا تھا:

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول ۔۔۔ مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ
بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت ۔۔۔ بایہود چادرِ خود را فروخت
نوری وہم آتشی فرما نبرش ۔۔۔ گم رضائش در رضائے شوہرش
آن ادب پروردۂ صبرورضا ۔۔۔ آسیا گردنوں و لب قرآن سرا
گریہ ہائے او ز نالیں بے نیاز ۔۔۔ گوہر افشاندے بداماں نماز

۞۞